ایجنڈا آئٹم نمبر ۳: ہیگ معاہدات بابت حقوق اطفال ۱۹۸۰ء، ۱۹۹۶ء اور ۲۰۰۷ء میں حکومت پاکستان کی شمولیت۔۔۔ غور وخوض

پس منظر:

وزارت قانون، انصاف وانسانی حقوق کی طرف سے مؤرخہ ۲۷/ مئی ۲۰۱۶ء کو دفتر کونسل میں تین معاہدات (ہیگ معاہدات بابت حقوق اطفال ۱۹۸۰ء، ۱۹۹۶ء اور ۲۰۰۷ء) پر مشتمل ایک مراسلہ موصول ہوا، جس کے مطابق حکومت پاکستان ان معاہدات میں شمولیت کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے کوئی قانونی لائحہ عمل تیار کرنا چاہتی ہے، اس لئے بشمول اسلامی نظریاتی کونسل دیگر وزارتوں اور محکموں سے آراء وسفارشات ارسال کرنے کی درخواست کی گئی تاکہ تمام آراء وسفارشات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان کی اس معاہدہ میں شمولیت کی بابت کوئی حتمی فیصلہ کیا جاسکے۔ معاہدات حسب ذیل ہیں:

۱. بچوں کے اغواء کے حوالے سے عالمی قانون، ۲۵/ اکتوبر ۱۹۸۰ء کے دیوانی پہلو

۲. عدالتی دائرہ کار، تنفیذی قانون، قانون کا نفاذ وتعاون والدین کی ذمہ داریوں کے حوالے سے اور بچوں کی حفاظت کے بابت معاہدہ، ۱۹/ اکتوبر ۱۹۹۶ء

۳. بچوں کی مدد کے عالمی نظام کی بحالی اور گھریلو نان ونفقہ کی مختلف صورتوں سے متعلق معاہدہ، ۲۳/ نومبر ۲۰۰۷ء

بعد ازاں وزارت قانون کی طرف سے بذریعہ مراسلہ مطلع کیا گیا کہ ۳۰/ جون ۲۰۱۶ء کو درج بالا معاہدات میں شمولیت کے حوالے سے میٹنگ منعقد ہو رہی ہے۔ اس میٹنگ میں شریک ہو کر کونسل کی آراء وسفارشات پیش کی جائیں۔

چیئرمین آفس میں جناب چیئرمین کی زیر صدارت منعقد ہونے والی میٹنگ میں جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان، رکن کونسل، نے "بچوں کے اغواء کے حوالے سے عالمی قانون، ۲۵/ اکتوبر ۱۹۸۰ء کے دیوانی پہلو" کے بارے میں بتایا کہ اس کنونشن کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ایسے بچوں کی جائز اور قانونی حضانت میں واپسی یقینی بنائی جائے، جنہیں جائز حضانت سے غیر قانونی طریقے سے اغوا کر کے بیرون ملک لے جایا گیا ہو۔

جناب ڈاکٹر انعام اللہ (چیف ریسرچ آفیسر / ڈی جی آر) نے وضاحت کی کہ یہ معاہدات قبل ازیں کونسل میں زیر غور نہیں آئے۔ طے ہوا کہ جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان پہلے معاہدہ کا تحریری خلاصہ تیار فرمائیں گے، جو کونسل کے اجلاس میں غور وخوض کے لئے پیش کیا جائے گا، کونسل کی سفارش اور رائے کی روشنی میں وزارت کو جواب دیا جائے گا۔

جناب ڈاکٹر غلام دستگیر شاہین، (سینئر ریسرچ آفیسر) نے ۳۰/ جون ۲۰۱۶ء کو منعقدہ میٹنگ میں شرکت کی اور وزارت کو آگاہ کیا کہ یہ معاہدات قبل ازیں کونسل میں زیر غور نہیں آئے۔ کونسل آئندہ اجلاس میں ان معاہدات پر غور وخوض کرے گی اور کونسل کی رائے وسفارش سے وزارت کو مطلع کر دیا جائے گا۔ نیز وزارت کو بذریعہ (مراسلہ نمبر ایف ۲ (۵۷) ۲۰۱۶ء مؤرخہ ۱۵/ جولائی ۲۰۱۶ء۔ آر۔ سی آئی آئی / ۱۲۵) اس صورتحال کی اطلاع دی گئی۔

حسب مشاورت جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان نے پہلے کنونشن کا خلاصہ تیار فرمایا، نیز شعبہ ترجمہ کو ہدایت کی کہ فی الحال ابتدائی اکیس (۲۱) دفعات کا ترجمہ کیا جائے۔ جناب چیئرمین کی ہدایت کے مطابق جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان کے تیار کردہ خلاصہ اور شعبہ ریسرچ کی رائے پر مشتمل ورکنگ پیپر کے ساتھ یہ موضوع کونسل کے غور وخوض کے لئے ایجنڈا پر پیش کیا گیا۔ معزز رکن کونسل جناب مولانا امداد اللہ نے فولڈر میں موجود تفصیلات کی روشنی میں اپنی تحریری رائے پیش فرمائی۔ کونسل نے تینوں امور کو ملاحظہ

Scanned with CamScanner

کیا جو حسب ذیل ہیں:

جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان کی تحریری رائے کا خلاصہ:

مذکورہ کنونشن کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ایسے بچوں کی جائز اور قانونی حضانت میں واپسی یقینی بنائی جائے جنہیں جائز حضانت سے غیر قانونی طریقے سے اغوا کر کے بیرون ملک لے جایا گیا ہو۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے کنونشن کی توثیق کرنے والے ملکوں کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ اپنے دائرہ عمل میں ایک ایسا ادارہ تشکیل دیں جو اس قسم کے بچوں کے بارے میں دوسرے ملک سے موصول ہونے والی اطلاع پر عمل کر کے بچوں کی اپنے ملک میں جائز اور قانونی حضانت تک واپسی کو یقینی بنائیں۔

کنونشن کے چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں:

۱- اگر کوئی بچہ اپنے رہائشی ملک میں رائج قانون کے مطابق کسی فرد یا ادارے کی نگرانی میں ہو اور اسے وہاں کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اغوا کر کے بیرون ملک لے جایا جائے یا اسے بیرون ملک رکھا جائے تو اسے حضانت کی خلاف ورزی سمجھا جائے گا اور ایسے بچے کے بارے میں اس معاہدے کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

۲- معاہدے کی توثیق کرنے والی ریاستوں کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ اس معاہدے پر عمل درآمد کروانے کے لیے ایک مرکزی ادارہ تشکیل دیں۔

۳- معاہدے کے ممبر ممالک اور وہاں قائم ہونے والے مرکزی اداروں کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ اس طرح سے اغوا ہونے والے بچوں کو برآمد کریں۔ انہیں کسی قسم کے حرج یا نقصان سے بچائیں۔ ان کی باہمی رضامندی سے واپسی کی کوشش کریں۔ بچے کے متعلق یا اس کے ملک کے قوانین کے متعلق اطلاعات کا تبادلہ کریں۔ اگر رضامندی سے بچے کی واپسی ممکن نہ ہو تو اس کے لئے قانونی امداد فراہم کرتے ہوئے متعلقہ عدالتی یا انتظامی اداروں کو مناسب کارروائی کی سہولت فراہم کریں اور بچے کی محفوظ طریقہ سے اپنے ملک میں واپسی کا بندوبست کریں۔

۴- جس فرد یا ادارے کی تحویل سے بچے کو اغوا کیا گیا ہو وہ اپنے ملک کے مرکزی ادارے کو متعلقہ اطلاعات اور معلومات فراہم کرتے ہوئے درخواست کرے گا کہ اس کے زیر تحویل بچے کو واپس کروایا جائے۔

۵- مذکورہ مرکزی ادارے دوسرے ملک کے مرکزی ادارے سے جہاں بچے کو لے جایا گیا ہو، رابطہ کرے گا اور اس مقصد کے لئے تمام عدالتی اور انتظامی ادارے سے جلد از جلد رابطہ کر کے چھ ہفتوں کے اندر مناسب فیصلہ کرے گا اور متعلقہ حکام بچے کی فوری واپسی کے احکام صادر کریں گے۔

۶- مندرجہ بالا طریق کار کے باوجود عدالتی یا انتظامی ادارہ کسی ایسے بچے کی واپسی کی درخواست پر کارروائی کرنے کا پابند نہیں ہو گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بچے کے رہائشی ملک میں اس کی حضانت کا ذمہ دار فرد یا ادارہ اپنی ذمہ داریاں قانون کے مطابق ادا نہیں کر رہا تھا یا بچے کی واپسی کے نتیجے میں بچے کے لئے جسمانی اور نفسیاتی خطرات لاحق ہو سکتے ہوں یا بچہ خود واپسی کے لئے رضامند نہ ہو بشرطیکہ وہ ایسی عمر تک پہنچ چکا ہو کہ اس کے فہم و ادراک میں بالغ نظری پائی جائے مزید برآں اگر بچہ اُس ملک سے کسی دوسرے ملک میں منتقل کر دیا گیا ہو تو اس صورت میں بھی درخواست برائے واپسی پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو گی۔

۷- ان نکات کے علاوہ مذکورہ کنونشن میں دونوں ممالک (جہاں سے بچے کو اغوا کیا گیا ہو اور جہاں بچہ کو لے جایا گیا ہو) کے

Scanned with CamScanner

مروجہ قوانین کے بارے میں معلومات کے تبادلہ کا طریقہ کار اور دونوں ممالک میں قائم شدہ عدالتی اور انتظامی اداروں اور مرکزی اداروں کا طریقہ کار، درخواست پر کارروائی کے دوران ہونے والے اخراجات کی ذمہ داری اور درخواست پیش کرنے کا طریقہ کار بیان کیا گیا ہے۔

میری ذاتی رائے کے مطابق مذکورہ کنونشن اسلامی احکامات کے ساتھ متصادم نہیں ہے لہذا اس کی توثیق کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

شعبہ ریسرچ کی رائے:

مندرجہ بالا سات (۷) نکات میں سے نکتہ نمبر چھ (۶) مزید غور و خوض کا متقاضی ہے جو حسب ذیل ہے:-

مندرجہ بالا طریق کار کے باوجود عدالتی یا انتظامی ادارہ کسی ایسے بچے کی واپسی کی درخواست پر کارروائی کرنے کا پابند نہیں ہوگا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بچے کے رہائشی ملک میں اس کی حضانت کا ذمہ دار فرد یا ادارہ اپنی ذمہ داریاں قانون کے مطابق ادا نہیں کر رہا تھا یا بچے کی واپسی کے نتیجے میں بچے کے لئے جسمانی اور نفسیاتی خطرات لاحق ہو سکتے ہوں یا بچہ خود واپسی کے لئے رضامند نہ ہو بشرطیکہ وہ ایسی عمر تک پہنچ چکا ہو کہ اس کے فہم و ادراک میں بالغ نظری پائی جائے مزید بر آں اگر بچہ اُس ملک سے کسی دوسرے ملک میں منتقل کر دیا گیا ہو تو اس صورت میں بھی درخواست برائے واپسی پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہوگی۔

جناب مولانا امداد اللہ کی تحریری رائے کا خلاصہ:

۱- ہیگ کنونشن اپنی جگہ مفید دستاویز ہے مگر اس پر بحث و تمحیص ہونی چاہیے۔

۲- معزز رکن کونسل جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان نے اپنی تحریری رائے میں چیدہ چیدہ نکات کے بیان میں مذکورہ قانون کی روح تو بیان کر دی ہے، مگر چونکہ متذکرہ قانون طویل ہے اور تقریباً پینتالیس (۴۵) دفعات پر مشتمل ہے، اس لئے اس پر دفعہ وار غور و تمحیص کرنے کی ضرورت ہے۔

۳- نکتہ نمبر چھ میں جن چار صورتوں کا بیان ہے، یوں لگتا ہے جیسے کنونشن ہذا کا بنیادی مقصد ان چار نکات کا حصول ہے، ان نکات کی موجودگی میں مذکورہ کنونشن کو شرعاً جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

شعبہ ریسرچ اور مولانا امداد اللہ صاحب کی رائے کی تائید کرتے ہوئے کونسل نے قرار دیا کہ

فیصلہ:

شعبہ ترجمہ زیر نظر کنونشن کے بقیہ آرٹیکلز نیز بقیہ دونوں کنونشنز کا ترجمہ مکمل کرے، تاکہ آئندہ اجلاس میں تینوں کنونشنز پر شق وار غور و خوض ہو سکے۔ البتہ وزارت قانون نے مراسلہ مؤرخہ ۲۸/ جولائی ۲۰۱۶ء میں پہلے کنونشن کے بارے میں رائے مانگی ہے، اس لئے رواں اجلاس میں دستیاب مواد کی روشنی میں کونسل کی سفارش مرتب کرنی چاہیے۔ اس فیصلے کے مطابق "بچوں کے اغوا کے حوالے سے عالمی قانون مؤرخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۸۰ء کے دیوانی پہلو" کے ابتدائی اکیس (۲۱) آرٹیکلز کا شق وار جائزہ لیا گیا اور زبانی آراء مرتب کی گئیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

Scanned with CamScanner

اٹھائیسواں معاہدہ: بچوں کے اغوا کے حوالے سے عالمی قانون مؤرخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۸۰ء کے دیوانی پہلو

(یہ معاہدہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۸۰ کو طے کیا گیا)

معاہدے میں شامل ریاستیں، اس بات پر متفق ہیں کہ بچوں کی نگہبانی اور تحویل سے متعلقہ امور بچوں کے مفاد میں انتہائی اہمیت کے حامل ہیں،

عالمی طور پر بچوں کی حفاظت کے حوالے سے اور انکی غیر قانونی طور پر منتقلی اور انہیں غیر قانونی طور پر ٹھہرانے کے منفی اثرات سے انہیں بچانے کے لئے معاہد ریاستیں طریقہ ہائے کار وضع کرنا چاہتی ہیں تاکہ انکے عادتاً رہائشی ممالک میں انکی فوری واپس کو یقینی بنایا جاسکے اور اسکے ساتھ ساتھ ان تک رسائی کے حقوق کی حفاظت بھی کی جاسکے

مندرجہ بالا مسائل کے حل کے لیے ایک معاہدہ تیار کیا گیا اور اسکی مندرجہ ذیل دفعات پر اتفاق کیا گیا:۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان نے کہا کہ یہ معاہدہ ۱۹۸۰ء میں ہوا اور ابھی تک وزارتِ خارجہ نے اس پر دستخط نہیں کئے۔ انہوں نے بھی جواب کے لئے مزید وقت مانگا ہے۔ گارڈین مقرر کرتے وقت مختلف شرائط اور پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ بچے کے اخراجات سے متعلق امور طے کئے جاتے ہیں۔ عدالت شرائط لگاتی ہے جیسے ضلع کی حدود کے اندر بچے کو رکھنا ہوگا۔ اس دوران مسئلہ یہ پیش آسکتا ہے کہ ماں باپ مختلف ملکوں کے ہوں اور بچے کو دوسرے ملک لے جایا جائے تو فارن افیئرز (وزارتِ خارجہ) والے معاملے کو ٹالتے رہتے ہیں۔ نیز اگر والدین بچے کو لے جاتے ہیں تو ان کے حوالے سے اغوا کا لفظ تو استعمال نہیں ہو سکتا۔ اس کنونشن کے حوالے سے مزید بھی چند فیصلہ طلب امور موجود ہیں۔ اگر توثیق کی جائے تو تمام ممالک بچے کو واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔ اس سے قانون کا منشاء پورا ہو جائے گا۔ تاہم کچھ چیزیں خصوصی توجہ کی مستحق اور محل نظر ہیں، مثلاً: بچہ کو واپس کرنے سے پہلے متعلقہ ملک (جہاں بچہ ہے) اس پر غور کرے گا کہ کیا بچے کا واپس جانا اس کے مفاد میں ہے یا نہیں؟ واپس جانے کے بعد وہاں بچے کی مناسب پرورش ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس طرح اگر بچہ سوجھ بوجھ والا ہو گیا ہو تو واپسی کا فیصلہ بچے کی صوابدید پر ہوگا۔ ان امور کا معیار کیا ہوگا؟ یہ سارے امور قابل توجہ اور محل نظر ہیں۔ اس لئے کونسل اس معاہدے کے اندر شرعی اصولوں اور ملکی قوانین سے متصادم شقوں کی نشاندہی کرے اور حکومت سے کہے کہ ان قابل اعتراض شقوں سے اختلاف کرے کیونکہ وہاں کے لوگ اپنے قوانین کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ یہ بات بھی قابل تشویش ہے کہ اس معاہدے کو حکومت تیس (۳۰) سال بعد فیصلہ کرنے کے لئے سامنے لائی ہے۔

جناب جسٹس (ر) سید منظور حسین گیلانی نے کہا کہ (۲۰۰۳- ۲۰۰۵ء) میں انگلینڈ میں چیف جسٹسز انگلینڈ و پاکستان کی ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ اس وقت انگلینڈ کے ساتھ معاہدہ نہ ہونے کی وجہ سے کچھ مسائل پیدا ہو رہے تھے۔ اس لئے وہاں ایک پروٹوکول طے ہوا تھا کہ جس دائرہ اختیار اور جس عدالت سے بچے کو لیا گیا ہے، اسی کو ہی واپس کرنا ہوگا اور جس عدالت سے بچہ لیا گیا ہے، وہی عدالت اس بچے کے بہتر مفاد، بہتر پرورش اور سوجھ بوجھ کا فیصلہ کرے گی۔ مجموعی طور پر یہ ایک اچھا معاہدہ ہے البتہ اس میں "مقامی قانون کی پاسداری" (subject to domestic law) کی شرط لگائی جائے تو اعتراضات ختم ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین نے کہا کہ بین الاقوامی معاہدے ہمیں گرفت میں لینے کے لئے ہیں۔ درحقیقت سلامتی کونسل کے پانچ (۵) مستقل ارکان ہیں، وہ پوری دنیا پر اپنا کنٹرول چاہتے ہیں، اس لئے ہمیں ان معاہدات کی ہر ہر شق کو عمیق نظر سے پڑھنا چاہیے۔

دیگر معزز اراکین نے کہا کہ یہ آج سے پچاس (۵۰) سال پہلے کی بات ہے جب ہمیں مجبور کیا جاتا تھا۔ آج حکومت مجبور

Scanned with CamScanner

نہیں، ہمیں مقامی اقدار اور اپنی خود مختاری کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ اس لئے ہر شق کے بارے میں حسب ذیل جملہ شرطیہ کا اضافہ کرنا چاہیے: "بشرطیکہ شرعی اصولوں اور ہمارے مقامی قانون سے متصادم نہ ہو"

اراکین کونسل نے معاہدے کی تمہید کو اصولی طور پر درست قرار دیا، تاہم اس بات کی صراحت کر دی کہ تمام آرٹیکلز پر غور کرنے کے بعد مکمل معاہدے کے حوالے سے حتمی بات کہی جائے گی۔

باب ا۔ کنونشن کا دائرہ عمل

آرٹیکل ا

موجودہ معاہدہ کے اہداف مندرجہ ذیل ہیں:۔

معاہدے میں شامل ریاستوں میں سے کسی بھی ریاست میں غیر قانونی طور پر منتقل کیے گئے یا غیر قانونی طور پر رکھے گئے بچوں کی فوری واپسی کو یقینی بنانا اور اسی طرح معاہدے میں شامل مختلف ریاستوں میں مروج بچوں کی نگہبانی اور ان تک رسائی کے قانونی حقوق کے باہمی احترام کو بھی یقینی بنانا۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے نشاندہی کی کہ معاہدہ کا آرٹیکل (ا)(بی) "معاہدے میں شامل مختلف ریاستوں میں رائج بچوں کی حضانت اور ان تک رسائی کے قانونی حقوق کے باہمی احترام کو بھی یقینی بنایا جائے۔" بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ ریاستوں کے اپنے قوانین محترم ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ بین الاقوامی معاہدات ریاستوں کے مقامی قوانین کے تابع ہیں، اس لئے وہ کسی بھی رکن ریاست کے قوانین پر حاوی نہیں ہوں گے بلکہ صرف اس حد تک قابل عمل ہوں گے، جب وہ ریاستوں کے اپنے قوانین کے خلاف یا متصادم نہیں ہوں گے اور جہاں جہاں تعارض ہو گا، تو ریاستوں کے قوانین حاوی رہیں گے، گویا اس کنونشن کا آرٹیکل (ا) اس بات کی اجازت دے رہا ہے کہ ان معاہدات میں حکومت پاکستان کی شمولیت "مقامی قانون کی پاسداری" (subject to domestic law) کی شرط کے ساتھ مشروط ہو گی، اس لئے ارباب حل وعقد اس شرط کے حوالے سے کسی قسم کی مرعوبیت یا ہچکچاہٹ کا اظہار نہ کریں بلکہ جرأت کے ساتھ کہہ دیں کہ ان معاہدات میں شمولیت کے باوجود ہم علی الاطلاق ان معاہدات پر عمل درآمد کرنے کے پابند نہیں ہوں گے بلکہ صرف اس حد تک پابند ہوں گے، جہاں شرعی قوانین اور ہمارے ملکی قوانین کی خلاف ورزی لازم نہیں آئے گی اور یہ کہ یہ حق ہمیں اس کنونشن کا آرٹیکل (ا) بھی دے رہا ہے۔

آرٹیکل ۲

معاہدے میں شامل تمام ریاستوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے متعلقہ علاقوں میں، معاہدے کے اہداف کے حصول کے لئے، تمام ممکنہ اقدامات اٹھائیں۔ ان کو چاہیے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے مناسب تیز ترین طریقہ ہائے کار اختیار کریں۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے قرار دیا کہ یہاں بھی "مقامی قانون کی پاسداری" (subject to domestic law) کے شرط کی صراحت کر دی جائے۔

آرٹیکل ۳

بچہ کی غیر قانونی منتقلی اور قیام کو غلط / خلاف قانون سمجھا جائے گا جب:

Scanned with CamScanner

(الف) نگہبانی/حضانت کے حقوق کی خلاف ورزی کی جائے جو کہ مشترکہ یا انفرادی طور پر اس ریاست کے قانون کے مطابق کسی شخص کو حاصل ہوں یا کسی ادارے کو یا کسی بھی اور تنظیم کو حاصل ہوں، جس میں بچہ اپنی منتقلی یا قیام سے قبل عادتاً رہائش پذیر رہا ہو، اور
(ب) بچے کی منتقلی یا قیام کے وقت مشترکہ یا انفرادی طور پر ان حقوق سے استفادہ یقینی طور پر کیا گیا ہو، یا یہ کہ ان حقوق سے استفادہ کیا جانا تھا لیکن بچے کی منتقلی یا ٹھہرائے جانے کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا اور

نگہبانی/حضانت کے حقوق جو کہ مندرجہ بالا ذیلی پیرا (الف) میں مذکور ہیں، خاص طور پر قانون کے نفاذ کے وقت، یا کسی عدالتی یا انتظامی فیصلے کے سبب یا پھر کسی معاہدے کے سبب جو کہ قانونی اثر رکھتا ہو، اس ریاست کے قانون کے مطابق ایسے حقوق سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے قرار دیا کہ آرٹیکل (۳) کا آخری جملہ بھی اس حقیقت کو تسلیم کر رہا ہے کہ ان معاہدات پر عملدرآمد اور ان میں بیان کردہ اہداف کا حصول ہر ریاست کے ملکی قوانین کے تابع ہو گا۔ لہٰذا حکومت کو جرأت مندانہ انداز میں اس کا اظہار کر دینا چاہیے۔

آرٹیکل نمبر ۴

معاہدے کا اطلاق کسی بھی ایسے بچے پر ہو سکتا ہے جو کہ نگہبانی/حضانت اور رسائی کے حقوق کی خلاف ورزی ہونے سے فوراً پہلے معاہدے میں شامل کسی ریاست میں عادتاً رہائش پذیر رہا ہو۔ معاہدے کا اطلاق اس بچے پر مزید نہیں ہو گا جو کہ سولہ سال کا ہو جائے۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان نے کہا کہ "سولہ (۱۶) سال" کی تحدید کرنا قابل غور امر ہے کیونکہ گارڈین لاء کے تحت جب گارڈین مقرر کیا جاتا ہے تو بلوغت کی عمر اکیس (۲۱) سال سمجھی جاتی ہے۔ سولہ (۱۶) سال کی تحدید سے ہماری عدالتوں کے فیصلوں کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔

جناب جسٹس (ر) سید منظور حسین گیلانی نے کہا کہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے۔ نیز برطانیہ کے ساتھ ہمارا جو معاہدہ ہوا ہے، اس کی روشنی میں وہ ہماری عدالت کا فیصلہ ماننے کے پابند ہیں اور ہم ان کی عدالت کا فیصلہ ماننے کے پابند ہیں۔ شروع میں "مقامی قانون کی پاسداری" (subject to domestic law) کا اضافہ کیا جائے اور ان امور کو عدالت کی صوابدید پر چھوڑا جائے۔

جناب چیئرمین نے کہا کہ مجموعی معاہدے کے بارے میں ہمارا موقف یہی ہو گا کہ مقامی قانون اور شرعی اصولوں کی پاسداری کے ساتھ مشروط کیا جائے اور ساتھ میں کچھ مثالیں بھی دی جائیں کہ فلاں فلاں آرٹیکل میں یہ امر قابل اعتراض ہے۔ لہٰذا آرٹیکل (۴) میں سولہ (۱۶) سال کی عمر کی تحدید کے حوالے سے یہ شرط لگائی جائے کہ اکیس (۲۱) سال کی عمر معتبر ہو گی جیسا کہ ہمارے ملکی قانون گارڈین اینڈ وارڈ ایکٹ میں ہے۔

آرٹیکل نمبر ۵

اس معاہدے کے اغراض کے لیے:

Scanned with CamScanner

(الف) "نگہبانی / حضانت کے حقوق" میں بچے کی شخصیت / ذات / شخصی حفاظت خاص طور پر بچے کی رہائش کی جگہ کے تعین کا حق شامل ہے،

(ب) "رسائی کے حقوق" میں بچے کو محدود مدت کے لیے اپنی اصلی عادتاً رہائشی مقام کے علاوہ کسی دوسری جگہ لے جانے کا حق بھی شامل ہے۔

باب II۔ مرکزی اتھارٹیاں

آرٹیکل نمبر ۶

معاہدے میں شامل ریاست پر لازم ہے کہ وہ ایک مرکزی اتھارٹی کا تعین کرے جو کہ معاہدے کی رو سے نافذ العمل ان فرائض کی انجام دہی کو یقینی بنائے جیسا کہ معاہدہ ہذا کے تحت اس جیسی اتھارٹیوں کو تفویض کیے جاتے ہیں۔

وفاقی ریاستیں اور وہ ریاستیں جن میں ایک سے زائد قانونی نظام رائج العمل ہوں یا پھر وہ ریاستیں جہاں خود مختار علاقائی ادارے موجود ہوں ان کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ایک سے زائد مرکزی اتھارٹیوں کا تعین کریں نیز ان اتھارٹیوں کی علاقائی وسعت / اختیارات کے تعین کا حق بھی ایسی ریاستوں کو حاصل ہوگا۔ جب کسی ریاست نے ایک سے زائد مرکزی اتھارٹیوں کا تعین کیا ہو، تو اس ریاست کو اس مرکزی اتھارٹی کا تعین بھی کرنا ہوگا جس کے نام درخواستیں ارسال کی جاسکیں اور وہ مرکزی اتھارٹی ان درخواستوں کو ملک کے اندر متعلقہ اتھارٹیوں کی طرف بھیجنے کی ذمہ دار ہوگی۔

آرٹیکل نمبر ۷

مرکزی اتھارٹیاں ایک دوسرے سے تعاون کریں گی اور تعاون کی فضا کو اپنی متعلقہ ریاستوں کے اندر مجاز اتھارٹیوں کے درمیان فروغ دینا ہوگا تاکہ بچوں کی فوری واپسی کو یقینی بنایا جاسکے اور اس کے ساتھ ساتھ معاہدے کے دوسرے اہداف کا حصول بھی ممکن بنایا جاسکے۔

خصوصاً بالواسطہ یا بلاواسطہ، ان اتھارٹیوں کو تمام مناسب اقدامات اٹھانے ہوں گے جیسے کہ:

اے) غیر قانونی طور پر منتقل کیے گئے یا یوں ٹھہرائے گئے بچے کا اصلی ٹھکانہ دریافت کرنا

بی) مزید نقصان سے بچے کو بچانا یا بذریعہ عبوری اقدامات دلچسپی رکھنے والے متعلقہ فریقوں کو نقصان سے بچانا یا متعلقہ فریقوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنا۔

سی) بچے کی رضاکارانہ واپسی کو یقینی بنانا یا مسائل کا کوئی احسن حل / قابل قبول حل پیش کرنا۔

ڈی) جہاں ضروری ہو بچے کے معاشرتی پس منظر کے حوالے سے معلومات کا تبادلہ کرانا

ای) بچے کی ریاست کے قانون کے مطابق، اس معاہدے کی شقوں پر عملدرآمد کے تناظر میں عمومی نوعیت کی معلومات کی فراہمی

الیف) کسی قانونی یا انتظامی ادارے کی کارروائیوں کو شروع کروانا یا سہولت پہنچانا تاکہ بچے کی واپسی کو یقینی بنایا جاسکے اور کسی موزوں معاملے میں رسائی کے حقوق سے موثر استفادے کے عمل کو محفوظ بنایا جاسکے یا اس مقصد کی خاطر انتظامات کئے جاسکیں

جی) اگر حالات کا تقاضا ہو تو، قانونی مشیروں کے ذریعے یا وکلاء کے ذریعے قانونی مدد یا مشاورت فراہم کرنا یا اس عمل میں

Scanned with CamScanner

سہولتکاری کرنا

ایچ) ان انتظامی اقدامات کا اہتمام کرنا جو کہ بچے کی سلامتی کے ساتھ واپسی کے لیے موزوں اور ضروری ہوں

آئی) معاہدے پر عملدرآمد کے حوالے سے، ایک دوسرے کو باخبر رکھنا اور جہاں تک ممکن ہو معاہدے کی شقوں پر عمل درآمد میں مخل رکاوٹیں دور کرنا۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے آرٹیکلز (۶) (۷) کے بارے میں قرار دیا کہ عموماً بین الاقوامی معاہدات میں ایسی باتیں شامل ہوتی ہیں، جن سے کسی حد تک ملکی خود مختاری متاثر ہوتی ہے، تاہم ایسی شقیں بھی شامل ہوتی ہیں، جن میں ملکی قوانین اور اقدار وروایات کو تحفظ یا بالادستی دی جاتی ہے۔ زیر نظر آرٹیکل (۷) کی شق (ڈی) اور (ای) میں بالترتیب اقدار اور ملکی قوانین کی بالادستی کو تسلیم کیا گیا ہے، ہمیں اس بات کی نشاندہی کرنی چاہیے کہ آرٹیکل نمبر۷ (ڈی اور ای) کے مطابق ایسی قانون سازی ہمارا حق ہے، جس میں ہم اسلامی تعلیمات اور اپنے اقدار وروایات کا حوالہ دیں، گویا یہ معاہدہ ہمیں ہر بات کو من وعن ماننے پر مجبور نہیں کرتا ہے، بلکہ اپنے ماحول، نظریات اور اقدار وروایات کے مطابق قانون سازی کی آزادی دیتا ہے۔

باب III۔ بچّے کی واپسی

آرٹیکل نمبر۸

اگر کوئی شخص یا ادارہ یا کوئی دیگر تنظیم یہ دعوی کرے کہ نگہبانی/حضانت کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بچہ منتقل کیا گیا ہے یا اسے یوں رکھا گیا ہے، تو ایسا شخص، ادارہ یا تنظیم کیلئے یا تو بچے کی اصلی عادتاً رہائش کی مرکزی اتھارٹی کو یا کسی دیگر معاہد ریاست کی مرکزی اتھارٹی کو بچے کی واپسی کے عمل میں معاونت کیلئے درخواست دے سکتے ہیں۔

درخواست کے ہمراہ مندرجہ ذیل معلومات فراہم کئے جانے چاہیے:۔

اے) درخواست گزار کی شناخت، بچے کی شناخت اور بچے کو منتقل کروانے والے یا ٹھہرانے والے مبینہ فرد کی شناخت سے متعلق معلومات

بی) بچے کی تاریخ پیدائش اگر دستیاب ہو،

سی) وہ وجوہات جن کی بنیاد پر درخواست دہندہ بچے کی واپسی کا دعویدار ہو،

ڈی) بچے کے ٹھکانے کے حوالے سے تمام دستیاب معلومات اور اس شخص کی شناخت جس نے بچے کو مبینہ طور پر اپنے پاس ٹھہرایا ہو،

درخواست کے ہمراہ مندرجہ ذیل دستاویزات منسلک کئے جائیں:

ای) کسی بھی متعلقہ فیصلے یا معاہدے کی مصدقہ کاپی

ایف) بچے کی عادتاً رہائش والی ریاست کے متعلقہ قانون کے ضمن میں بچے کی ریاست، جہاں وہ عادتاً رہائش پذیر رہا ہو، وہاں کی فعاّل مرکزی اتھارٹی یا وہاں کی کوئی دیگر مجاز اتھارٹی کی جانب سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ یا حلف نامہ یا وہاں کے کسی اہل شخص کی جانب سے جاری کردہ کوئی سرٹیفکیٹ یا حلف نامہ،

جی) کوئی بھی دوسری متعلقہ دستاویز۔

آرٹیکل نمبر۹

Scanned with CamScanner

اگر مرکزی اتھارٹی کو جسے آرٹیکل ۸ کے تحت کوئی درخواست موصول ہوئی ہو اور اسے اس بارے میں یقین ہو کہ بچہ کسی دوسری کنٹریکٹنگ اسٹیٹ (معاہد ریاست) میں موجود ہے، تو یہ مرکزی اتھارٹی اس معاہد ریاست کی مرکزی اتھارٹی کو براہ راست اور بلا تاخیر یہ درخواست بھیجے گی اور درخواست کنندہ فرد یا درخواست کنندہ مرکزی اتھارٹی، جیسی بھی صورت ہو، کو آگاہ کرے گی۔

آرٹیکل نمبر ۱۰

اس ریاست کی مرکزی اتھارٹی کو جہاں بچہ موجود ہو بچہ کی رضاکارانہ واپسی کے حصول کی خاطر تمام ضروری مناسب اقدامات اٹھانے یا انہیں بروئے کار لانا ہوں گے۔

آرٹیکل نمبر ۱۱

معاہد ریاستوں کی عدالتی یا انتظامی اتھارٹیاں بچہ کی واپسی کی کارروائی مستعدی سے انجام دیں گی۔

اگر متعلقہ عدالتی یا انتظامی اتھارٹی کارروائی کے آغاز کی تاریخ سے چھ ہفتوں کے اندر کوئی فیصلہ نہیں کر پاتی، تو درخواست کنندہ یا وہ ریاست جس سے درخواست کی گئی ہو اس کی مرکزی اتھارٹی کو بذات خود یا درخواست کنندہ ریاست کی مرکزی اتھارٹی کے کہنے پر یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ تاخیر کی وجوہات جاننے کی درخواست کرے۔ اگر اس ریاست کی مرکزی اتھارٹی جس سے درخواست کی گئی ہو، کو جواب موصول ہوتا ہے، تو یہ اتھارٹی درخواست کنندہ ریاست کی مرکزی اتھارٹی، یا درخواست کنندہ، جیسی بھی صورت ہو، کو موصول جواب ارسال کرے گی۔

آرٹیکل نمبر ۱۲

جہاں آرٹیکل ۳ میں مذکور امور کے مطابق بچے کو غیر قانونی طور پر منتقل یا روکا گیا ہو اور اس معاہد ریاست جہاں بچہ موجود ہو، کی عدالتی یا انتظامی اتھارٹی کے سامنے کارروائی کے آغاز کے وقت بچے کی غیر قانونی منتقلی یا اسے روکے رکھنے کی تاریخ سے ایک سال سے کم کا عرصہ گزر چکا ہو، تو متعلقہ اتھارٹی بچہ کی فوراً واپسی کا حکم صادر کرے گی۔

عدالتی یا انتظامی اتھارٹی، چاہے کارروائی ایک سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد شروع ہو چکی ہو جیسا کہ ماقبل پیرا میں مذکور ہوا، بچہ کی واپسی کا حکم بھی جاری کرے گی، الا یہ کہ یہ واضح ہو جائے کہ اب بچہ وہاں کے نئے ماحول سے مانوس ہو چکا ہے۔

جہاں وہ ریاست جسے درخواست کی گئی ہو اس کی عدالتی یا انتظامی اتھارٹی کو یہ یقین ہو کہ بچہ کسی اور ریاست میں منتقل کیا جا چکا ہے، تو ایسی عدالتی یا انتظامی اتھارٹی کارروائی معطل کر سکتی ہے یا بچے کی واپسی کی درخواست کو خارج کر سکتی ہے۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے قرار دیا کہ آرٹیکل (۱۲) میں مذکورہ جملہ استثنائیہ: "**الا یہ کہ یہ واضح ہو جائے کہ بچہ وہاں کے نئے ماحول سے مانوس ہو چکا ہو**"۔ قابل اعتراض ہے۔ اس لئے کہ استثناء کے مطابق بچے کو "غیر قانونی حضانت" سے "قانونی حضانت" میں واپس لانے کو ایسی شرط پر موقوف رکھا گیا ہے، جس سے پورا قانون عملاً غیر موثر ہو جائے گا، اولاً: اس لئے کہ بچہ اپنی فطرت کے مطابق ہر اس جگہ سے مانوس ہو جاتا ہے، جہاں اس کو رکھا جاتا ہے، اس کی رکھوالی ہوتی رہتی ہے اور اس کو اپنی خواہش کے مطابق اپنی پسند کی چیزیں اور ضروریات ملتی ہیں۔ ثانیاً: اس لئے کہ مانوس ہونے کا معیار کیا ہو گا؟ اس کا فیصلہ کب

Scanned with CamScanner

اور کون کرے گا کہ بچہ مانوس ہو چکا ہے یا نہیں؟ مزید برآں! یہ شرط اس فقہی جزئیہ کے بھی خلاف ہے کہ مدت حضانت میں ماں باپ میں سے کسی ایک کے پاس رہنے کے لئے بچے کی مرضی معلوم نہیں کی جائے گی، بلکہ اس کی مرضی معلوم کئے بغیر شرعی حاضن / حاضنہ کی پرورش میں دیا جائے گا۔ اس لئے کہ ازروئے شرع بچے کا شرعی حضانت میں رہنا ہی اس کے لئے بہتر ہے۔ ایسے میں یہ کس طرح درست ہو گا کہ بچے کو علی الاطلاق صرف اس بنیاد پر "کہ وہ نئے ماحول سے مانوس ہو چکا ہے" ایسے ملک میں رہنے دیا جائے، جہاں اس کی منتقلی بھی غیر قانونی ہو؟ لہٰذا اس شرط کی وجہ سے زیر نظر آرٹیکل درست نہیں۔

اراکین نے قرار دیا کہ یہاں سے یہ ارادہ بھی معلوم ہوا، کہ درحقیقت اس معاہدے کے ذریعے ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق بچوں کو بیرون ملک منتقل کرنا اور ان ممالک کے ماحول میں بچوں کی تربیت کو قانونی حیثیت دینا مقصود ہے۔

آرٹیکل نمبر ۱۳

قطع نظر ما قبل آرٹیکل کی دفعات کے، ایسی ریاست جسے درخواست دی گئی ہو، کی عدالتی یا انتظامی اتھارٹی بچہ کی واپسی کے حکم جاری کرنے کی پابند نہ ہو گی اگر وہ شخص، ادارہ یا کوئی دیگر تنظیم جو بچہ کی واپسی کا مخالف ہو یہ ثابت کر دے کہ:

الف) کوئی شخص، ادارہ یا کوئی دوسری تنظیم جس کے ذمہ بچہ کی دیکھ بھال ہو اس کے پاس منتقلی یا تحویل / حضانت کے وقت حقیقت میں عملاً حقوق حضانت نہیں تھے یا اس نے منتقلی یا حضانت کے عمل سے اتفاق کیا تھا یا بعد میں اس پر رضامندی ظاہر کر دی تھی؛

یا

ب) اس بات کا قوی اندیشہ تھا کہ بچہ / بچی کو واپسی پر جسمانی یا نفسیاتی تکالیف پہنچائی جانی تھی، یا بچہ کو ناقابل برداشت حالت میں رکھا جانا تھا،

عدالتی یا انتظامی اتھارٹی ایسی صورت میں بھی بچہ کی واپسی کا حکم جاری کرنے سے انکار کر سکتی ہے جب وہ یہ دیکھے کہ بچہ واپس نہیں جانا چاہتا اور وہ عمر اور پختگی کی اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اب اس کے خیالات اور ذاتی پسند یا ناپسند کو مد نظر رکھنا مناسب ہو گا،

اس آرٹیکل میں مذکور حالات پر غور و غوض کرتے ہوئے عدالتی اور انتظامی اتھارٹیاں، بچہ کے سماجی پس منظر کی تمام معلومات، جو بچے کی عادتاً سکونت پذیر ریاست کی مرکزی اتھارٹی یا دوسری مجاز اتھارٹی نے مہیا کی ہوں، کا بھی جائزہ لیں گی۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے متفقہ طور پر قرار دیا کہ معاہدہ کا آرٹیکل (۱۳) ہر لحاظ سے غلط ہے، شرعی اصولوں، ملکی قوانین بلکہ یہ بذات خود اس معاہدہ کے ابتدائی آرٹیکلز سے متصادم اور متضاد ہے، نیز اس میں ابہامات ہیں اور یہ ناقابل تعریف (indefinable) امور پر مشتمل ہے۔ چنانچہ آرٹیکل کا پہلا جملہ "قطع نظر ما قبل آرٹیکل کی شقوں کے" یہ بتاتا ہے کہ یہ آرٹیکل پچھلے آرٹیکلز پر حاوی ہو گا، لہٰذا پہلی دفعات میں ریاستوں کو اپنے قوانین پر عملدرآمد کرنے کی جو آزادی دی گئی تھی، آرٹیکل (۱۳) اس کی نفی کرتا ہے۔ پھر آرٹیکل کے ابتدائی پیرے میں بچے کی واپس منتقلی یا اپنے پاس رکھنے کے فیصلے کا اختیار اس ریاست اور اس کے انتظامی اداروں کو دیا گیا ہے، جس میں بچہ غیر قانونی طور پر منتقل کر دیا گیا ہو۔ صرف اتنی پابندی لگائی گئی ہے کہ وہ چند مبہم امور و شرائط ثابت کر دے۔ پھر وہ امور و شرائط خود بھی محل نظر ہیں۔ چنانچہ آرٹیکل ۱۳ (الف) میں کہا گیا ہے کہ بچے کی

Scanned with CamScanner

حضانت کا ذمہ دار شخص یا ادارہ منتقلی کے وقت بچے کے حقوق حضانت بجا نہ لا رہا ہو، یا پھر پہلے یا بعد میں منتقلی کی اجازت دی تھی، یہ حسب ذیل وجوہات کی بناء پر محل نظر ہے:

(۱) حضانت کنندہ شخص یا ادارے کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے کسی کو بچے کی غیر قانونی منتقلی کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

(۲) حضانت کنندہ شخص یا ادارہ بچے کی حضانت کا ذمہ دار تو ہے، لیکن اسے یہ اختیار نہیں کہ وہ بچے کو دوسرے ملک میں غیر قانونی منتقلی کی اجازت دے۔ یہ صرف حکومت اور عدالتوں کا اختیار ہے اور وہ بھی قانون کے پابند ہیں۔

(۳) "منتقلی کے بعد رضامندی کا اظہار" گویا ایک غیر قانونی عمل کو زبردستی قانونی عمل بنانا ہے۔

آرٹیکل ۱۳(ب) میں کہا گیا ہے: "اس بات کا قوی اندیشہ تھا کہ بچہ / بچی کو واپسی پر جسمانی یا نفسیاتی تکالیف پہنچائی جاتی تھی یا بچے کو ناقابل برداشت حالت میں رکھا جاتا تھا"۔ یہ شق حسب ذیل وجوہات کی وجہ سے محل نظر ہے:

پہلا: یہ کہ اندیشہ کی بنیاد پر غیر قانونی عمل کو قانونی نہیں بنایا جا سکتا: دوسرا: یہ کہ "جسمانی، نفسیاتی تکالیف" اور " ناقابل برداشت حالت" اضافی قسم کی چیزیں ہیں۔ اس کا فیصلہ کون کرے گا کہ یہ حالت ناقابل برداشت ہے اور یہ حالت قابل برداشت ہے؟ یا فلاں بچہ "نفسیاتی تکلیف" میں مبتلا ہو سکتا ہے اور فلاں نہیں ہے؟۔ حقیقت یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں رہائش پذیر بچوں کے لئے ترقی پذیر اور غریب ممالک کی ہر حالت ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

پھر آرٹیکل ۱۳(ب) کی حسب ذیل عبارت تو ہر لحاظ سے غلط ہے:

"عدالتی یا انتظامی اتھارٹی ایسی صورت میں بھی بچہ کی واپسی سے انکار کر سکتی ہے۔ جب وہ یہ دیکھے کہ بچہ واپس نہیں جانا چاہتا اور عمر اور پختگی کی اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اس کے خیالات کی قدر کرنا ضروری ہے۔"

اس میں بچے کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس ملک میں اور جس ماحول میں رہنا چاہے، اس کی مرضی مقدم ہوگی۔ یہ اسلامی اصولوں سے متصادم ہونے کی بناء پر غلط ہے۔

ایک اہم ملاحظہ یہ ہے کہ اس پورے معاہدے میں نہ تو والدین اور شرعی اولیاء کا تذکرہ ہے، اور نہ ان کو بچے کی حضانت اور مستقبل کے حوالے سے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

کونسل نے ان وجوہات کی بناء پر معاہدہ کے آرٹیکل (۱۳) کو مسترد کرتے ہوئے قرار دیا کہ اس سے ہمارا قانون ناقابل عمل ہو جائے گا اور جس عدالت نے واپسی کا فیصلہ صادر کیا ہے اس کا فیصلہ بھی ضائع ہو جائے گا۔ لہٰذا اس آرٹیکل کے حوالے سے بھی وزارت کو خط کے ساتھ منسلک نوٹ میں لکھا جائے کہ یہ شرعی اصولوں اور ملکی قانون سے متصادم ہے۔

آرٹیکل نمبر ۱۴

اس امر کا جائزہ لینے کے ضمن میں کہ آرٹیکل ۳ کی رو سے بچے کو غیر قانونی طور پر منتقل کیا گیا ہے یا غیر قانونی طور پر تحویل میں رکھا گیا ہے، جس ریاست کو درخواست دی گئی ہو وہاں کی عدالتی یا انتظامی اتھارٹیاں بچے کی رہائشی ریاست میں باقاعدہ طور پر تسلیم شدہ یا غیر تسلیم شدہ قانون اور عدالتی یا انتظامی فیصلوں کا براہ راست نوٹس لے سکتی ہیں۔

جس ریاست کو درخواست دی گئی ہو وہاں کی عدالتی یا انتظامی اتھارٹیاں ایسے قانون کے ثبوت کے لئے مخصوص طریقہ ہائے کار سے رجوع کرنے کی پابند نہ ہوں گی اور بصورت دیگر قابل اطلاق غیر ملکی فیصلوں کو تسلیم کرنے کے عمل سے رجوع کئے بغیر براہ راست نوٹس لے سکتی ہیں۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے قرار دیا کہ یہ آرٹیکل بھی محل نظر ہے، اس کی عبارت انتہائی مجمل اور مبہم ہے۔ بظاہر یہی سمجھ آتا ہے کہ ایک

Scanned with CamScanner

ریاست جہاں بچے کو غیر قانونی طور پر منتقل کیا گیا ہو، کو دوسری ریاست، جہاں بچے کی مستقل رہائش رہی ہو' کے قوانین اور انتظامی معاملات کا جائزہ لینے اور ان میں مداخلت کرنے کا اختیار دیا جارہا ہے۔ یہ کسی طرح درست نہیں۔ یہ دفعہ اسی معاہدہ کے ان ابتدائی دفعات کے بھی خلاف ہے، جن میں ریاستوں کے ملکی قوانین کے احترام کی بات کی گئی تھی۔

آرٹیکل نمبر ۱۵

معاہد ریاست کی عدالتی یا انتظامی اتھارٹیاں، بچہ کی واپسی کے حکم کے اجراء سے قبل، درخواست دہندہ سے یہ درخواست کر سکتی ہیں کہ وہ اس ملک کی اتھارٹیوں سے جہاں بچہ عادتاً رہائش پذیر رہا ہو یہ فیصلہ یا کوئی دیگر حکم لے آئے کہ اس بچے کی منتقلی یا تحویل / حضانت اس کنونشن کی دفعہ ۳ کے تحت غیر قانونی تھی۔ معاہد ریاست کی مرکزی اتھارٹیاں، جہاں قابل عمل ہو، درخواست کنندہ کو ایسے فیصلوں یا احکام کے حصول میں اعانت فراہم کریں گی۔

آرٹیکل نمبر ۱۶

آرٹیکل ۳ کے تحت کسی بچے کی غیر قانونی تحویل یا غیر قانونی طور پر اسے روکے رکھنے سے متعلق نوٹس کے موصول ہونے کے بعد معاہد ریاست کی عدالتی یا انتظامی اتھارٹیاں جہاں بچے کو منتقل کیا گیا ہو یا جہاں بچے کو رکھا گیا ہو، کو میرٹ کی بنیاد پر حق حضانت کے تعین کا اختیار نہ ہوگا جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ کنونشن ہذا کے تحت بچے کو واپس نہیں کیا جاسکتا ہے، یا پھر کنونشن ہذا کے تحت، نوٹس موصول ہونے کے بعد مناسب وقت کے اندر درخواست دائر نہ کی گئی ہو۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے قرار دیا کہ اس آرٹیکل کے دو جملے محل نظر ہیں:

پہلا یہ کہ: "جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ کنونشن ہذا کے تحت بچے کو واپس نہیں کیا جاسکتا ہے"۔

اس لئے کہ کنونشن ھذا کے تحت بچے کے واپس نہ ہونے کی صورتیں اور شرائط آرٹیکل (۱۳) میں بیان کی گئی ہیں اور وہاں یہ بات ثابت کر دی گئی ہے کہ وہ صورتیں و شرائط درست نہیں ہیں۔

دوسرا یہ کہ: "پھر کنونشن ہذا کے تحت درخواست، نوٹس موصول ہونے کے وقت سے مناسب وقت کے اندر دائر نہ کی گئی ہو۔"

اس لئے کہ جو حق نص اور شریعت سے ثابت ہے اس میں دست برداری ناقابل قبول ہے۔ اللہ اس کے حق کو تسلیم کرتا ہے تو پھر عدالت صرف اس وجہ سے کہ درخواست مناسب وقت کے اندر دائر نہیں کی گئی، اس کے حق کو کیسے ختم کر سکتی ہے! اس حوالے سے کونسل "قانون میعاد سماعت" میں بھی سفارش کر چکی ہے۔

آرٹیکل نمبر ۱۷

اس معاہدے کے مطابق بچے کی حضانت کے متعلق معاہد ریاست، جس کو درخواست پیش کی گئی ہے، کا کوئی فیصلہ، قانون یا مسلمہ قاعدہ بچے کو واپس کرنے سے انکار کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ البتہ معاہد ریاست، جس کو درخواست پیش کی گئی، کے عدالتی اور انتظامی ادارے اس معاہدے کی عملی تنفیذ کے لئے صادر شدہ فیصلے کے اسباب کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

آرٹیکل نمبر ۱۸

Scanned with CamScanner

باب ہذا کی دفعات کے تحت بچے کی واپسی کی بابت، عدالتی یا انتظامی اتھارٹی کے حکم جاری کرنے کے اختیارات کسی وقت بھی محدود نہ ہوں گے۔

آرٹیکل نمبر ۱۹

کنونشن ہذا کے تحت بچے کی واپسی کی بابت دیئے جانے والے فیصلے کو بچے کی حضانت سے متعلق امور کے لحاظ سے میرٹ کی بنیاد پر فیصلہ تصوّر نہیں کیا جائے گا۔

آرٹیکل نمبر ۲۰

آرٹیکل ۱۲ کی دفعات کے تحت بچے کی واپسی سے اس صورت میں انکار کیا جاسکتا ہے اگر جس ریاست کو درخواست کی گئی ہو وہاں کے انسانی حقوق کے قوانین اور بنیادی آزادیوں سے متعلق اہم اصول اس کی اجازت نہ دیتے ہوں۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

اراکین کونسل نے متفقہ طور پر قرار دیا کہ آرٹیکل (۲۰) میں کہا گیا ہے کہ جس ریاست کو درخواست کی گئی ہو، وہاں کے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں سے متعلق بنیادی اصول بچے کی واپسی کی اجازت نہ دیتے ہوں تو بچے کی واپسی سے انکار کیا جاسکتا ہے، ہر لحاظ سے محل نظر ہے۔ اس لئے کہ اس آرٹیکل کی رو سے اس ریاست کے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں پر مشتمل قوانین قطعی طور پر حاوی ہوں گے، جہاں بچے کو غیر قانونی طور پر منتقل کیا گیا ہو، غیر اسلامی ریاستوں کے ہاں انسانی حقوق اور آزادی کا اپنا ایک تصور ہے، جو کئی حوالوں سے اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے، جس کا عملی مظاہرہ آئے دن ہوتا رہتا ہے۔ یہ آرٹیکل جہاں نتیجے کے اعتبار سے اسلامی احکام اور ملکی قوانین کے خلاف ہے، وہاں اس کنونشن کے آرٹیکلز (۱، ۳، ۷(ڈی) و(ای)) کے بھی خلاف ہے، جن میں ہر ملک کے مقامی قوانین کے احترام کی بات کی گئی ہے۔ بالفاظ دیگر اس آرٹیکل کو درست تسلیم کرنے کی صورت میں گزشتہ کئی آرٹیکلز بے معنی رہ جائیں گے۔

باب چہارم: حقوق رسائی

آرٹیکل نمبر ۲۱

حقوق رسائی سے موثر استفادے کے حصول کی خاطر اقدامات کے لئے معاہد ریاستوں کی مرکزی اتھارٹیوں کو درخواست اس انداز میں دی جائے جیسے بچہ کی واپسی کے لئے درخواست دی جاتی ہے۔

حقوق رسائی سے پرامن استفادے کے عمل کے فروغ کے خاطر اور ان حقوق کے تحت آنے والے امور سے متعلقہ کوئی بھی شرط پوری کرنے کی غرض سے تمام مرکزی اتھارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی پابند ہوں گی جیسا کہ دفعہ ۷ کے تحت مذکور ہے مرکزی اتھارٹیاں ایسے حقوق سے مستفید ہونے کے عمل کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے ممکنہ اقدامات اٹھائیں گی۔

مرکزی اتھارٹیاں براہ راست یا بذریعہ ثالث، اقدامات اٹھانے یا کارروائی کرنے کا آغاز کریں گی یا اس ضمن میں معاونت کرینگی تاکہ ان حقوق کا تحفظ اور ان کے حصول کیلئے انتظامات ممکن ہو سکیں اور ان حقوق سے استفادہ کرنے کے لیے شرائط کی پاسداری کے ضمن میں احترام کے پہلو کو یقینی بنایا جاسکے۔

Scanned with CamScanner

اراکین کی آراء کا خلاصہ:

جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان نے کہا کہ اس آرٹیکل کے ابتداء میں حقوق رسائی سے متعلق بات کی گئی ہے لیکن آخر میں غیر ضروری اور غیر متعلقہ امور ڈال دیئے ہیں۔ جناب ڈاکٹر نور احمد شاہتاز نے کہا کہ اس میں کوئی قابل اعتراض امر نہیں۔ اس کا تعلق انتظامی امور سے ہے۔

معزز اراکین نے "بچوں کے اغواء کے حوالے سے عالمی قانون، ۲۵/ اکتوبر ۱۹۸۰ء کے دیوانی پہلو" کے ابتدائی اکیس (۲۱) آرٹیکلز پر بحث وتمحیص کے بعد متفقہ طور پر حسب ذیل فیصلہ کیا:

فیصلہ:

ہیگ معاہدات بابت حقوق اطفال میں سے پہلا معاہدہ بعنوان "بچوں کے اغواء کے حوالے سے عالمی قانون، ۲۵ /اکتوبر ۱۹۸۰ء" اس تصور پر مبنی ہے کہ اپنے رہائشی ملک کے اندر جائز و قانونی حضانت میں رہنے والے بچے جب غیر قانونی طریقے سے بیرون ملک منتقل کر دیئے جائیں تو یہ اغواء کا جرم تصور ہوگا اور معاہدے میں شامل ریاستیں مناسب انتظامات کے ذریعے ایسے بچوں کی اپنے رہائشی ممالک میں واپس منتقلی کو یقینی بنائیں گے، نیز ایسے بچوں تک رسائی کو ممکن بنانے کے لئے انتظامات کریں گے، تاکہ بچوں کے حقوق کی حفاظت ہو۔

اصولی طور پر یہ ایک اچھا معاہدہ ہے، تمام انسانوں کے حقوق، بالخصوص انسانوں کے کمزور طبقات جیسے بچے اور خواتین کے جان ومال اور حقوق کا تحفظ تمام آسمانی ادیان بشمول دین اسلام کے بنیادی تعلیمات میں شامل ہے اور جس کو یقینی بنانے کے لئے کسی بھی قوم اور کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کے ساتھ معاہدہ کرنا پیغمبر اسلام کی سنت اور طریقہ ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلف الفضول کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارا ملک مملکت خداداد پاکستان آئینی لحاظ سے ایک اسلامی ملک ہے، جس کی آبادی مسلمانوں کی واضح اکثریت پر مشتمل ہے، جس کا اپنا دستور اور قانون ہے، جس کا آئینی لحاظ سے قرآن و سنت کے منضبط احکام کے مطابق ہونا طے شدہ امر ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بین الاقوامی معاہدات کی تدوین و تسوید آسمانی تعلیمات بالخصوص شریعت اسلامیہ کی تعلیمات سے آزاد ایسے ماحول میں تشکیل پاتی ہے جس میں انسانی حقوق کا اپنا ایک الگ تصور ہے جو کئی حوالوں سے اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں اور جس کے پیچھے یہ سوچ بھی کارفرما ہے کہ مادی میدان میں حکمرانی کے علمبردار ہونے کی وجہ سے ہمیں حق پہنچتا ہے کہ بقیہ دنیا معاشرتی اقدار وروایات، آزادی اور حقوق کے تصورات میں ہمیں پیشوا تسلیم کرتے ہوئے ہمارے نقش قدم پر چلے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے معاہدات بظاہر اصولی طور پر اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نظر آتے ہیں لیکن تفصیلات اور ذیلی دفعات وشقوں میں کہیں نہ کہیں اسلامی تعلیمات سے جوڑ نہیں کھاتے، اگرچہ مبہم و مجمل عبارات کی وجہ سے نظر بظاہر بڑے خوشنما نظر آتے ہیں اور سرسری نظر میں ان کے اندر کوئی دفعہ، شق یا عبارت اسلامی تعلیمات، ہمارے دستور وآئین اور ملکی قوانین سے مخالف ومتصادم نظر نہیں آتی۔

اس لئے کونسل سفارش کرتی ہے، کہ تمام بین الاقوامی معاہدات بشمول "بچوں کے اغواء کے حوالے سے عالمی قانون ۲۵ /اکتوبر ۱۹۸۰ء" میں شامل ہوتے وقت (subject to domestic law) کی شرط لگائی جائے یعنی: "ملکی قانون کے احکام کے تابع اس معاہدہ پر عملدرآمد کیا جائے گا"۔

ارباب حل وعقد کو یہ شرط لگاتے ہوئے کسی قسم کی ہچکچاہٹ، تردد، مرعوبیت یا پھر معذرت خواہانہ رویے کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ زیر نظر معاہدے کے آرٹیکل نمبر (۱) و (۳) کی حسب ذیل عبارات میں ہر ملک کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ متذکرہ بالا شرط لگائے:

آرٹیکل نمبر ۱: "---- معاہدے میں شامل مختلف ریاستوں میں رائج بچوں کی حضانت اور ان تک رسائی کے قانونی حقوق کے باہمی

Scanned with CamScanner

احترام کو بھی یقینی بنایا جائے۔"

آرٹیکل نمبر ۳:"۔۔۔۔حضانت کے حقوق جو کہ مندرجہ بالا ذیلی پیرا (اے) میں مذکور ہیں، ان کا خاص طور پر قانون کے نفاذ کے وقت یا کسی عدالتی یا انتظامی فیصلے کے سبب یا پھر کسی معاہدے کے سبب جو کہ قانونی اثر رکھتا ہو، اس ریاست کے قانون کے مطابق استعمال کیا جاسکتا ہے۔"

مزید برآں! زیر نظر معاہدہ پر دفعہ وار غور کرنے کے نتیجے میں یہ صورت حال سامنے آئی کہ آرٹیکل نمبر (۱۲، ۱۴، ۱۳، ۱۶ اور ۲۰) شرعی اصولوں واحکام اور ملکی قوانین سے متصادم ہونے کے ساتھ ساتھ زیر نظر معاہدے کے ابتدائی آرٹیکلز سے متعارض ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) آرٹیکل نمبر (۱۲) "۔۔۔۔الا یہ کہ واضح ہو جائے کہ بچہ وہاں کے نئے ماحول سے مانوس ہو چکا ہے۔"

اس آرٹیکل میں بچے کو "غیر قانونی حضانت" سے "قانونی حضانت" میں واپس لانے یا نہ لانے کے فیصلے کو "بچے کے مانوس ہونے یا نہ ہونے" پر موقوف رکھا گیا ہے۔ یہ شرعی لحاظ سے درست نہیں اس لئے کہ:۔

☆ مدت حضانت میں بچہ حضانت کنندہ کے پاس ہی رہے گا۔ اس سے عملاً پورا معاہدہ غیر مؤثر ہو جائے گا۔

☆ "مانوس ہونے یا نہ ہونے" کا معیار کیا ہوگا؟ یہ ایک مبہم امر ہے۔

☆ بچے کو "غیر قانونی حضانت" میں برقرار رکھنے کی راہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے یہ استثناء درست نہیں۔

(۲) آرٹیکل نمبر (۱۳) بھی درست نہیں کیونکہ یہ شرعی اصولوں اور ملکی قوانین سے متصادم ہے اور زیر نظر معاہدے کے ابتدائی آرٹیکلز سے بھی متعارض ہے۔ اس آرٹیکل کو درست تسلیم کرنے سے ہمارا ملکی قانون ناقابل عمل ہو جائے گا اور جس عدالت نے واپسی کا فیصلہ صادر کیا ہو اس کا فیصلہ بھی کالعدم ہو جائے گا۔

(۳) آرٹیکل نمبر (۱۴) بھی محل نظر ہے، اس کی عبارت میں ابہام ہے۔ اس سے جو بات سمجھ میں آتی ہے، وہ یہ ہے کہ ایک ریاست کو دوسری ریاست کے قوانین کا جائزہ لینے اور ان میں مداخلت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جو ملکی قوانین کے احترام کے منافی ہے۔

(۴) آرٹیکل نمبر (۱۶) کے حسب ذیل دو جملے محل نظر ہیں:۔

پہلا: "جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ کنونشن ھذا کے تحت بچے کو واپس نہیں کیا جاسکتا"۔ گویا کہ بچے کے واپس نہ کرنے کا فیصلہ اس معاہدہ کے آرٹیکل نمبر (۱۳) کے تحت کیا جائے گا۔

دوسرا: یہ کنونشن ہذا کے تحت درخواست، نوٹس موصول ہونے کے وقت سے مناسب وقت کے اندر دائر نہ کی گئی ہو۔" اس جملے کے تابع درخواست دینے کے لئے متعین کردہ وقت گزرنے کے بعد حق حضانت ساقط ہو جائے گا۔ جبکہ حق حضانت نصوص شرعیہ سے ثابت ہے اور ایسے حقوق کبھی بھی ساقط نہیں ہوتے۔ جیسا کہ "قانون میعاد سماعت" کے حوالے سے کونسل سفارش کر چکی ہے کہ کسی مدت کے گزر جانے سے حق ساقط نہیں ہوتا۔ (ملاحظہ ہوں کونسل کی چوتھی رپورٹ، ص ۱۵)

(۵) آرٹیکل نمبر (۲۰) ہر لحاظ سے محل نظر اور قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کی رو سے بچے کے غیر قانونی اقامت والے ملک کے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں پر مشتمل قوانین کو قطعی طور پر حاوی قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ غیر اسلامی ممالک کے ہاں انسانی حقوق اور آزادی کا اپنا ایک الگ تصور ہے جو کئی حوالوں سے اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر کونسل سفارش کرتی ہے کہ وزارت قانون، انصاف وانسانی حقوق متذکرہ بالا قابل اعتراض آرٹیکلز کی نشاندہی کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہہ دے کہ قرآن وسنت کے منضبط احکام اور ہمارا ملکی آئین اور قانون ہر حال میں بالادست ہوگا اور جو بھی شق ان سے متصادم نظر آئے گی، ہم اس پر عمل درآمد کے پابند نہیں ہوں گے۔

Scanned with CamScanner

ایجنڈا آئٹم نمبر ۴: قانون حقوق و تادیب اطفال

پس منظر

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے ۲۰۳ویں اجلاس مؤرخہ ۱۱- ۱۲/ اپریل ۲۰۱۶ء میں مسودہ قانون حقوق و تادیب اطفال (مرتب کردہ: جناب مولانا امداد اللہ، معزز رکن کونسل) پر دفعہ وار بحث اور غور وفکر کرکے ترامیم و تجاویز پیش کیں۔ ۲۰۴ویں اجلاس میں کونسل نے ہدایت کی، کہ جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان، معزز رکن کونسل اور جناب ڈاکٹر انعام اللہ (سی آر او/ ڈی جی آر) کونسل کی طرف سے پیش کردہ ترامیم و تجاویز کی روشنی میں بل کا حتمی مسودہ از سرنو مرتب کریں۔ کونسل کی ہدایت کے مطابق بل کا مسودہ از سرنو مرتب کیا گیا، جس کو جناب چیئرمین نے بھی ملاحظہ کیا، اور کچھ اضافے اور ترامیم تجویز کیں، جناب چیئرمین کی ایزاد کردہ عبارات کو بل کے حاشیہ میں تحریر کیا گیا۔ کونسل کی ہدایت کے مطابق از سرنو مرتب کردہ بل بعنوان "قانون حقوق و تادیب اطفال" اراکین کونسل کی خدمت میں برائے غور وفکر پیش کیا گیا۔ معزز رکن جناب مولانا امداد اللہ نے از سرنو مرتب شدہ بل کے بارے میں تحریری آراء پیش کیں، بل کی شق وار خواندگی کی گئی، اور قابل اصلاح عبارات کی اصلاح کی گئی، تفصیل حسب ذیل ہے:

عنوان: بل کا نام "قانون حقوق و تادیب اطفال" کے بجائے "قانون حقوق و تربیت اطفال" تجویز کیا گیا، اور ہدایت کی گئی کہ پورے بل میں اس کے مطابق مناسب تبدیلی کی جائے۔

تحنیک، عقیقہ، رضاعت، حضانت کی تعریفات میں جناب مولانا امداد اللہ، معزز رکن کونسل کی تحریر کردہ تعریفات اختیار کی جائیں جو حسب ذیل ہیں:

تحنیک: کوئی نیک آدمی کھجور یا کوئی چیز منہ میں نرم کرکے نومولود کے تالو سے لگادے، تو اسے تحنیک کہتے ہیں۔

عقیقہ: بچہ پیدا ہونے کے شکرانہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے، اسے عقیقہ کہتے ہیں۔

رضاعت: بچہ جب ابتدائی دو سالوں کے اندر بعض شرائط کی تابع کسی عورت کا دودھ پی لے تو اسے رضاعت کہتے ہیں۔

حضانت: بچہ کی حفاظت، تربیت اور مفادات کی نگرانی کو حضانت کہتے ہیں۔

دفعہ ۲: ذیلی شق ۱۱

بلوغ کی عمر: بلوغ کی اقل مدت لڑکے کے لئے بارہ سال اور لڑکی کے لیے نو سال اور علامات بلوغ ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اکثر مدت دونوں کیلئے پندرہ سال ہے۔

وضاحت: بلوغ کی اقل مدت سے قبل علامات بلوغ کا ظہور بیماری تصور ہوگا نہ کہ بلوغ۔

جناب سید افتخار حسین نقوی نے کہا کہ فقہ جعفریہ میں لڑکی کے لئے ۹ اور لڑکے کے لئے ۱۵ سال بلوغ کی عمر متعین ہے۔ لہٰذا اس بات کو بریکٹ میں واضح کیا جائے۔ نیز یہ بھی طے کیا گیا، کہ مسودہ بل کے جن دفعات میں فقہ جعفریہ کا مؤقف مختلف ہے۔ جناب نقوی صاحب اس کی نشاندہی فرمائیں، تاکہ متعلقہ دفعات میں فقہ جعفریہ کا مؤقف بل کا حصہ بن جائے۔

دفعہ ۲: ذیلی شق ۱۲

سن رشد: کم عمری کے اثرات کا زائل ہو جانا اور کسی قدر ہوشیاری کا آجانا۔

ذیلی شق ۱۲ "سن رشد" کی تعریف میں حسب ذیل عبارت تجویز کی گئی:

"بلوغ کے بعد کسی قدر شعور کی پختگی کا ہونا"۔

Scanned with CamScanner

دفعہ ۲: ذیلی شق ۱۶

مراھق: ایسا بچہ جو بلوغت کے قریب ہو اور اس میں جنسی خواہش پیدا ہو۔

طے ہوا کہ "جنسی خواہش پیدا ہو" کے الفاظ کو "جنسی خواہش پائی جاتی ہو" کے الفاظ سے تبدیل کیا جائے۔

دفعہ ۲: ذیلی شق ۲۰

زجر وتوبیخ: کسی اچھے کام پر آمادہ کرنے یا کسی غلط کام سے روکنے کے لیے سخت انداز میں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، جبکہ اس میں گالم گلوچ اور فحش الفاظ نہ ہوں۔

طے پایا کہ مذکورہ عبارت سے "سخت انداز میں" کے الفاظ حذف کر لئے جائیں۔

دفعہ ۲: ذیلی شق ۲۳

(ا) وصی: جس کو تعمیل وصیت یا اہتمام ترکہ کی خدمت سپرد کی جائے اسے وصی کہتے ہیں۔

طے پایا کہ "تعمیل وصیت" کی بجائے "جس کو وصیت کے مطابق عملدرآمد۔۔۔" لکھا جائے۔

دفعہ ۲: ذیلی شق ۳۱

عاقلہ: کسی فرد کے خاندان اور قبیلہ پر مشتمل ایسے لوگ جو اس فرد کی طرف سے ہونے والے نقصان کی تلافی اور تاوان میں مالی معاونت کرنے کے پابند ہوں۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ

اس ذیلی شق کے بارے میں ایک اشکال پیش کیا گیا کہ "پابند" لفظ سے پہلے اگر "شرعاً" کی قید لگائی جائے تو کیسا ہے؟ اس حوالے سے جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان نے کہا کہ پابندی کو مطلق ہونا چاہیے، چاہے وہ شرعاً ہو یا قانوناً ہو یا رواجاً ہو۔

جناب ڈاکٹر نور احمد شاہتاز نے کہا کہ عاقلہ کا اطلاق ہم پیشہ لوگوں پر بھی ہوتا ہے، جیسے کہ ڈرائیور حضرات کی ایک یونین ہوتی ہے، نقصان وغیرہ کی تلافی اس یونین کی ہوتی ہے۔

جناب عبد اللہ نے کہا کہ سعودی عرب میں جب شاہ فیصل مرحوم کے زمانے میں جب ٹریفک حادثات پیش آنا شروع ہوئے تو عاقلہ پر دیت لازم کر دی جاتی، نتیجتاً حادثات میں کمی واقع ہو گئی، اس وقت پاکستان میں بھی عاقلہ کا تصور متعارف کرانے کی کوشش کی گئی، لیکن بعض طبقات نے اسے قبول نہیں کیا، درحقیقت عاقلہ کا تصور سلطنت عثمانیہ میں کچھ اس طرح کا تھا کہ وہاں عاقلہ کے تاوان وغیرہ ادا کرنے کے لئے کچھ ادارے بنائے گئے تھے۔

بحث وتمحیص کے بعد طے پایا کہ "عاقلہ" کی مذکورہ تعریف درست ہے تاہم مذکورہ عبارت میں لفظ "قبیلہ" کے بعد لفظ "یا ہم پیشہ" کا اضافہ کیا جائے۔

دفعہ ۲: ذیلی شق ۴۷

امانت: بمعنی ودیعت کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص صراحۃً یا اشارۃً کسی دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت کا اختیار دینے کے لیے عقد یا معاہدہ کرے۔ یہ معاہدہ اختیاری ہوتا ہے۔ اور اگر امانت کے طور پر رکھوایا ہوا مال ضائع ہو جائے تو امین ذمہ دار نہیں ہوتا، الا یہ کہ وہ حفاظت میں لاپرواہی کرے، یا از خود ضائع کر دے یا عند الطلب دینے سے انکار کر دے۔

طے پایا کہ جناب مولانا امداد اللہ کی تحریر کردہ تعریف انتہائی جامع ومانع ہے۔ لہٰذا اس کے اندر کچھ ترمیم کے ساتھ یوں

Scanned with CamScanner

لکھا جائے ”امانت: کسی کو صراحۃً یا دلالۃً اپنے مال کی حفاظت پر مقرر کرنے اور اس کی جانب سے قبول کرنے کو ودیعت کہتے ہیں“۔

دفعہ ۲: ذیلی شق ۵۳

وصیت: زندگی میں کسی کو اپنی موت کے بعد اپنے اموال یا مملوکہ اشیاء کا یا ان کے منافع کا مالک بنانا۔

اراکین کونسل نے جناب چیئرمین کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ ”وصیت“ کی تعریف کے آغاز میں ”کسی نیک مقصد کیلئے ----“ کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

دفعہ ۹-اسقاط حمل کی ممانعت: دفعہ ۷ کی خلاف ورزی پر مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ: ۳۳۸ اور دفعہ ۳۳۸ (الف) کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

کونسل نے ہدایت کی کہ پی پی سی کی جن دفعات کا حوالہ دیا گیا ہے، بل کے اندر لکھنے کے بجائے حاشیہ میں ان کا متن دیا جائے۔ نیز دفعہ ۳۳۸-اسقاط حمل کا انگریزی متن بھی تحریر کیا جائے، تاکہ اردو ترجمہ میں نظر بظاہر موجود سقم سے اشتباہ نہ ہو۔

حصہ دوم: ولادت کے بعد بچوں کے حقوق

دفعہ ۱۱-ولادت کے بعد کے حقوق: پیدائش کے بعد نومولود کے دائیں کان میں اذان، بائیں میں اقامت کہی جائے، تحنیک کی جائے، سر کے بالوں کی صفائی اور بالوں کے بقدر صدقہ کیا جائے۔ ساتویں دن بچے کا اچھا اسلامی نام رکھا جائے، اگر نومولود کی صحت اجازت دے تو اسی دن ختنہ کیا جائے اور اگر مقدور میں ہو تو عقیقہ کیا جائے۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ

دفعہ ۱۱ کے متن کی خواندگی کرتے ہوئے لفظ ”اچھا اسلامی نام“ پر جناب جسٹس (ر) سید منظور حسین گیلانی نے کہا کہ اس میں لفظ ”اچھا“ کو حذف کیا جائے، کیونکہ تمام اسلامی نام اچھے ہوتے ہیں۔

تاہم اس رائے سے اتفاق نہیں کیا گیا، اس لئے کہ بعض نام ایسے ہوسکتے ہیں، جن کو غیر اسلامی نہیں کہا جاسکتا ہے، لیکن کسی وجہ سے وہ اچھے نہیں سمجھے جاتے، اس لئے اس قید کو برقرار رکھنا مناسب ہے۔

دفعہ ۱۴-بچے کو گود لینا: تعلیم وتربیت کے لیے بچے کو گود لینا درست اور مستحسن امر ہے، مگر شرط ہے کہ:-

(۱) قانون ہذا کی دفعہ: ۱۵ بعنوان: ”بچوں کی رجسٹریشن“ کے تابع بچے کی رجسٹریشن کرے۔

(۲) گود لینے والوں سے قانونی یقین دہانی کرالی جائے کہ وہ بچے کے عقیدہ، اسلامی شناخت اور پاکستانی شہریت کا تحفظ کریں گے، اور اس پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔

(۳) گود لینے والے افراد پاکستانی شہریت کے حامل ہوں۔

(۴) بچے کو پاکستانی حدود سے باہر نہ لے جایا جائے۔

(۵) گود لینے والے مسلمان ہوں، اور اسلامی فضا میں بچے کی پرورش کریں۔

(۶) معلوم النسب بچہ ہو، تو والدین یا پھر اولیاء کی اجازت سے قانونی طریقہ کے مطابق گود لے۔

(۷) لاوارث یا مجہول النسب بچہ ہو، تو حکومت کی اجازت سے گود لے۔

Scanned with CamScanner

(۸) گود لینے کی مدت بلوغ تک ہو، اور بالغ ہونے کے بعد گود لینے کی قانونی حیثیت ختم ہو۔

اراکین کی آراء کا خلاصہ

دفعہ ۱۴ کی ذیلی شق ۳ کو ملاحظہ کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر نور احمد شاہتاز نے کہا کہ گود لینے والے افراد کے ساتھ اداروں کا تذکرہ بھی کیا جائے تو بہتر ہے، کیونکہ ادارے بھی بچوں کو گود لیتے ہیں، جس دور میں بوسنیا کی جنگ ہوئی تھی، اس وقت جناب حکیم محمد سعید مرحوم نے ایک ادارہ قائم کیا تھا، جس میں انہوں نے بوسنیا کے بہت سارے یتیم ولاوارث بچوں کو گود لیا تھا، اور حالات درست ہونے پر واپس کر دیا تھا۔

جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان نے کہا کہ اگر ہم اداروں کا اضافہ کریں گے تو گویا کافی ساری غیر ملکی این جی اوز کے لئے راستہ کھول دیں گے۔ لہٰذا اسے اپنی حالت پر برقرار رکھا جائے۔

طے پایا کہ دفعہ ۱۴ کی ذیلی شق ۳ کو اپنی حالت پر برقرار رکھا جائے۔

دفعہ ۱۷- رضاعت کی ذمہ داری: بچے کو دودھ پلانے کا اہتمام بنیادی طور پر باپ کی ذمہ داری ہے۔ تاہم ماں کا بھی فرض ہے کہ وہ بچے کی رضاعت میں شوہر کے ساتھ تعاون کرے، جس کی صورت یہ ہیکہ:-

(۱) ذیلی دفعہ (۲) کے ماسوا ہر بچے کا حق ہے کہ ماں مدت رضاعت کی تکمیل تک اس کو اپنا دودھ پلائے، (بچہ کی بہترین پرورش اور ماں کو سینے کے کینسر کی بیماری سے بچانے کا یہی ذریعہ ہے)۔

(۲) اگر ماں کا دودھ نہ ہو یا وہ آمادہ نہ ہو یا آمادہ ہو مگر اس کا دودھ بچے کے حق میں مضر ہو یا مضر نہ ہو مگر بچہ ماں کا دودھ پیتا نہ ہو یا پیتا ہو مگر زوجین کی رائے کسی اور سے دودھ پلانے کی ہو تو بچے کا حق ہے کہ اسے کسی صالحہ عورت سے دودھ پلوایا جائے۔

(۳) اگر کوئی میسر نہ ہو یا میسر ہو مگر رضاعت پر آمادہ نہ ہو یا آمادہ ہو مگر اجرت مانگتی ہو اور بچہ یا اس کا والد تنگدست ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے۔

(۴) ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے پر اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

(۵) اگر کسی معقول شرعی عذر کی وجہ سے ماں دودھ نہ پلا سکے تو باپ پر متبادل غذا کا بندوبست واجب ہے۔

دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۱ کو ملاحظہ کرتے ہوئے طے پایا کہ بریکٹس کے اندر مذکورہ عبارت کو "ڈاکٹرز کی تحقیق کے مطابق" کے الفاظ کے اضافے کے ساتھ حاشیہ میں ذکر کیا جائے۔

دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۲ کو ملاحظہ کرتے ہوئے طے پایا کہ مذکورہ عبارت "یا وہ آمادہ نہ ہو" میں لفظ "وہ" کے بعد "دودھ پلانے پر" کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۳ کو ملاحظہ کرتے ہوئے طے پایا کہ مذکورہ عبارت کی ابتدا میں "اگر کوئی" کے بعد "خاتون دودھ پلانے کے لئے" کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ (۴) کو ملاحظہ کرتے ہوئے جناب سید افتخار حسین نقوی نے کہا کہ فقہ جعفریہ میں ہے کہ ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے پر اجرت کا مطالبہ کر سکتی ہے، جیسا کہ تحریر الوسیلہ (۲/ ۵۵۴-۵۵۵) میں ہے:

Scanned with CamScanner

"لا يجب على الأم إرضاع ولدها، لا مجانا ولا بالأجرة مع عدم الانحصار بها، بل ومع الانحصار لو أمكن حفظ الولد بلبن ونحوه مع الأمن من الضرر عليه، كما أنه لا يجب عليها إرضاعه مجانا وإن انحصر بها، بل لها المطالبة بأجرة الإرضاع من مال الولد إن كان له مال، ومن أبيه إن لم يكن له مال، وكان الأب موسرا".

(ماں پر بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ خواہ مفت میں یا اجرت لے کر۔ بشرطیکہ دودھ پلانے والی صرف وہی نہ ہو۔ بلکہ اگر دودھ پلانے والی اس کے علاوہ کوئی عورت نہ ہو۔ لیکن الگ سے دودھ وغیرہ کے ذریعہ بچہ کی پرورش ممکن ہو۔ اور اس کو کوئی نقصان بھی نہ ہوتا ہو۔ چنانچہ اگر دودھ پلانے والی صرف ماں ہی ہو تب بھی اس پر مفت میں دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ بلکہ اسے دودھ پلانے کی اجرت لینے کا حق حاصل ہے۔ اگر بچہ مال دار ہو تو اس کے مال سے اجرت لے گی اور بچہ کے مال دار نہ ہونے کی صورت میں اگر اس کا باپ فارغ البال اور ثروت مند ہو تو اس سے مطالبہ کرے)۔

جناب چیئرمین نے کہا کہ اس دفعہ میں یہ بھی ذکر ہونا چاہیے کہ دودھ پلانا ماں کی ذمہ داری اس وقت تک ہے جب تک وہ بچے کے باپ کے ساتھ ہو اور جب طلاق کا معاملہ ہو جائے تو احکامات کچھ مختلف ہو جائیں گے۔

کونسل نے متفقہ طور پر اس ڈرافٹ کو جزوی ترمیمات کے ساتھ منظور کیا اور ساتھ میں یہ بھی فیصلہ کیا کہ جن موضوعات کا اس ڈرافٹ میں ذکر نہیں ہے، ان کو بھی شامل کیا جائے۔

دفعہ:۴۵-سات سال سے دس سال تک کے بچوں کی تادیب:

سات سال سے دس سال کی عمر تک کے بچے کی تادیب جائز ہے، شرط یہ ہے کہ:

(i) تادیب میں کسی قسم کی جسمانی سزا نہ ہو۔

(ii) تادیب کرنے والا بچے کے اصول میں سے کوئی ہو، وصی ہو یا والد، دادا، وصی یا قاضی کی طرف سے مقرر کردہ قیم (نگران) ہو۔

(iii) تادیب کرنے والا استاد یا معلم ہو، لیکن اس کو والد، دادا یا وصی نے تادیب کی صریحی یا معنوی اجازت دی ہو۔

دفعہ:۴۶-سات سال تا دس سال تک کی عمر کے بچے کی جسمانی سزا پر مشتمل تادیب:-

(۱) سات سال سے دس سال تک کی عمر کے بچوں کو جسمانی سزا پر مشتمل تادیب ممنوع ہے:-

(i) سزا جیسی بھی ہو، خفیف ہو یا شدید۔

(ii) سزا دینے والا کوئی بھی ہو، اصول میں سے کوئی ہو، وصی ہو، معلم واستاد ہو، یا اجنبی ہو۔

(۲) جس نے سات سال تا دس سال تک کی عمر کے بچے کی جسمانی سزا پر مشتمل تادیب کی، تو اگر:-

(i) سزا میں عمد شامل ہو اور وہ سزا موجب تعزیر ہو، تو سزا دینے والا مستوجب تعزیر ہوگا، سزا دینے والا کوئی بھی ہو۔

(ii) سزا میں عمد شامل ہو، اور سزا سے بچہ مر گیا، تو قتل عمد شمار ہوگا، الا یہ کہ:-

(الف) سزا دینے والا اصول میں سے کوئی ہو۔ یا

(ب) سزا دینے والا معلم واستاد ہو اور سزا والدین اور اولیاء کی اجازت سے دی ہو، اور سزا تادیب کے لیے دی ہو، تو قتل خطاء شمار ہوگا۔

(iii) سزا میں عمد شامل نہ ہو، اور بچہ مر گیا، تو قتل خطاء شمار ہوگا، سزا دینے والا کوئی بھی ہو۔

Scanned with CamScanner

(iv) سزا میں عمد شامل ہو، بچے کو ضرر لاحق ہوا جس میں شامل ہے:-

(ا) اتلاف عضو (۲) اتلاف صلاحیت عضو (۳) شجہ (۴) جرح (۵) دیگر جملہ اقسام ضرر،

تو اس قسم کی جسمانی سزا موجب قصاص ہوگی، الا یہ کہ:-

(الف) سزا دینے والا اصول میں سے کوئی ہو۔ یا

(ب) سزا دینے والا معلم واستاد ہو اور والدین یا اولیاء کی اجازت سے سزا دی ہو اور سزا تادیب کے لیے دی ہو،

تو اس قسم کی جسمانی سزا فعل خطاء شمار ہوگی، اور موجب دیت و کفارہ ہوگی۔

(۴) اور اگر سزا میں عمد شامل نہ ہو، اور بچہ کو ضرر لاحق ہو گیا، تو اس قسم کی جسمانی سزا فعل خطاء شمار ہوگی، سزا دینے والا کوئی بھی ہو۔

دفعہ: ۷۴- دس سال کی عمر کے بعد کے نابالغ بچوں کی تادیب: دس سال کی عمر کے بعد نابالغ بچوں کی تادیب جائز ہے، تادیب جسمانی ہو، یا غیر جسمانی مگر شرط یہ ہیکہ:-

(ا) تادیب کرنے والا والد یا اس کا وصی، دادا یا اس کا وصی ہو۔

(۲) والد، دادا اور ان کے وصی موجود نہ ہونے کی صورت میں قاضی کی طرف سے مقرر کردہ قیم (نگران) ہو۔

(۳) تادیب کرنے والا معلم واستاد ہو، لیکن ان کو والدین یا کسی مجاز فرد کی طرف سے تادیب کے لیے صریحی یا معنوی اجازت ملی ہو۔

وضاحت: تادیب کے لئے حدود وقیود:

(i) سزا دینے کا اختیار والد یا اس کے وصی، دادا یا اس کے وصی، ولی، معلم، مربی کو ہے۔

(ii) بچہ کا والد موجود نہ ہو، یا ماں وصیہ ہو، یا بچہ کی کفالت کرتی ہو تو ماں کو تادیب کا اختیار نہیں۔

(iii) والدین کی صریحی یا معنوی اجازت کے بغیر کسی کو نابالغ کو سزا دینے کا اختیار نہیں۔

(iv) اجنبی کو تادیب کے ضمن میں ضرب کا حق حاصل نہیں۔

(v) جسمانی تادیب کو لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے، بلکہ تدریجی مراحل کو ملحوظ رکھا جائے۔

(vi) جسمانی تادیب اس وقت کی جائے، جب ظن غالب ہو کہ اس سے فائدہ ہوگا۔

(vii) جسمانی تادیب کسی واقعی فعل کے ارتکاب پر دی جائے محض اندیشہ کی وجہ سے جسمانی تادیب جائز نہیں۔

(viii) نیت تادیب کی ہو۔

(ix) جسمانی تادیب کی غرض نابالغ کی فلاح و بہبود ہو، انتقامی جذبات کار فرما نہ ہوں۔

(x) دوران تادیب کوئی ایسا نامناسب کلمہ استعمال نہ کیا جائے، جس سے بچہ کی عزت نفس مجروح ہو۔

(xi) بچہ کی عمر، جسمانی ساخت اور ماحول کے مطابق جسمانی تادیب کی جائے۔

(xii) شدید غصہ یا جذبات کی بے اعتدالی کے وقت جسمانی تادیب سے احتراز کیا جائے۔

(xiii) جسمانی تادیب اپنے ہاتھ سے ہو، اولاد کو اپنی دیگر اولاد سے اور طالب علم کو اپنے ہم جماعت سے جسمانی

Scanned with CamScanner

تادیب نہ کرائی جائے۔

(xiv) جسمانی تادیب ایسی ہو جسے عرف میں تادیب شمار کیا جاتا ہو۔

(xv) جسمانی تادیب میں بطورِ خاص نازک اعضاء اور چہرے کی حفاظت کی جائے۔

جسمانی تادیب مقدار اور کیفیت کے اعتبار سے اتنی شدید نہ ہو، جس کی وجہ سے جسم پر کوئی نشان یا چوٹ لگ جائے۔

جناب مولانا امداد اللہ کی تحریری رائے:

دفعہ ۴۵ میں سات سے دس سال تک کے بچے کی تادیب کو جائز اور جسمانی سزا کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور دفعہ ۴۷ میں دس سال کی عمر کے بعد جسمانی تادیب کو جائز لکھا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سات اور دس سال کی درمیانی عمر میں جسمانی تادیب ناجائز ہے حالانکہ دس سال کے بعد اور بلوغت سے قبل کی درمیانی مدت میں جسمانی تادیب اپنی حدود میں جائز ہے جیسا کہ اس سے قبل اس بل کی دفعہ ۲۷ میں واضح کیا گیا تھا۔

دفعہ ۴۷ کی شق الف میں لفظ جسمانی سزا سے قبل لفظ ممنوع کے اضافہ کی ضرورت ہے تاکہ ممنوع جسمانی سزا کی تو ممانعت ہو اور تادیب کے ضمن میں آخری چارہ کار کے طور پر ضرب کی اجازت ہو۔ ایسا اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ دفعہ ۴۶ میں کی شق الف میں ہے کہ سزا جیسی بھی ہو، خفیف ہو یا شدید، جس سے معمولی ضرب کی بھی ممانعت معلوم ہو رہی ہے حالانکہ اپنے حدود و قیود میں اس کی اجازت ہے۔ اس الجھن سے نکلنے کا حل بھی یہ ہے کہ دفعہ ۴۷ میں جہاں کہیں لفظ جسمانی سزا آیا ہے، اس کے شروع میں ممنوع کا اضافہ کر دیا جائے۔ الحاصل:

تادیب جسمانی کی اجازت سات سال کے بعد ہے، جیسا کہ دفعہ ۴۷ میں ہے، اس لئے اسے دس کی عمر تک موقوف نہ رکھا جائے۔

دوسرے یہ کہ لفظ جسمانی سزا کے شروع میں لفظ "ممنوع" کا اضافہ کیا جائے تاکہ "ممنوع جسمانی سزا" کی ممانعت ہو اور "جسمانی تادیب" کی اجازت ہو۔

دفعہ ۴۷ میں تادیب کے حدود و قیود کے بیان میں شق ۲ کے آخر میں لفظ "نہیں" کو لفظ "ہے" سے بدلنے کی ضرورت ہے کیونکہ باپ کی عدم موجودگی میں یا جب ماں وصیہ ہو یا کفالت کرتی ہو تو اسے تادیب کا حق حاصل ہوتا ہے۔

شعبہ ریسرچ کی توضیح:

جناب ڈاکٹر انعام اللہ (سی آر او/ ڈی جی آر) نے وضاحت کی کہ سات تا دس سال کے بچے کی جسمانی تادیب کو ممنوع قرار دینے کی بنیاد حسب ذیل فقہی عبارت ہے، جس میں حدیث نبوی سے یہ استدلال کیا گیا ہے، کہ ترک صلوٰۃ پر بچے کی جسمانی تادیب کی اجازت دس سال کی عمر کے بعد ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

يؤدب الصبي بالامر باداء الفرائض والنهي عن المنكرات بالقول، ثم الوعيد، ثم التعنيف، ثم الضرب، ان لم تجد الطرق المذكورة قبله، ولا يضرب الصبي لترك الصلاة الا اذا بلغ عشر سنين۔ لحديث: مروا أولادكم بالصلاة و هم ابناء سبع سنين، واضربوهم عليها و هم ابناء عشر سنين، و فرقوا بينهم في المضاجع۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ۱۰/۲۴)

تمام اراکین بشمول جناب مولانا امداد اللہ نے شعبہ ریسرچ کے مؤقف سے اتفاق کرتے ہوئے دفعہ ۴۵، ۴۶ اور

Scanned with CamScanner

۴۷ سے اتفاق کیا، تاہم ہدایت کی کہ جناب امداد اللہ کی دیگر تجاویز درست ہیں، ان کے تجویز کردہ الفاظ کا عبارت میں مناسب جگہوں پر اضافہ کیا جائے۔

فیصلہ

اراکین نے متفقہ طور پر اس ڈرافٹ کو جزوی ترمیمات کے ساتھ منظور کیا اور شعبہ ریسرچ کی تجویز پر حسب ذیل موضوعات پر مشتمل دفعات کو بھی شامل کرنے کی ہدایت کی:

۱. بچوں کی پیدائش کا اخفاء

۲. بچوں کی حضانت سے متعلق احکام

۳. ہنگامی حالات اور مسلح تصادم کی صورت میں بچوں کے حقوق

۴. بچوں کا اغواء اور چوری

۵. بچوں کی جان کو نقصان پہنچانا یا نقصان پہنچانے کا باعث بننا

۶. بچوں کے مالی حقوق

۷. بچوں کے جرائم اور ان کی سزا

۸. حقوق کی حفاظت کے ادارے

کونسل نے ہدایت کی، کہ جناب علامہ سید افتخار حسین نقوی جہاں ضروری ہو، فقہ جعفریہ کے مؤقف پر مشتمل دفعات کو ڈرافٹ کریں تاکہ ان کو فٹ نوٹ کے طور پر بل میں ذکر کر دیا جائے۔

کونسل نے یہ بھی طے کیا کہ شعبہ ریسرچ حتمی تسوید کے بعد مسودہ بل کو اراکین کے پاس برائے مطالعہ ارسال کرے، اراکین کے ملاحظات، اگر کوئی ہوں، کے شامل کرنے کے بعد بل کو کونسل کے متفقہ فیصلے کے طور پر حتمی قرار دیا جائے۔

متفرق امور

ا۔ جناب چیئرمین کونسل کی ہدایت پر جناب ڈاکٹر اکرام الحق، سیکرٹری کونسل نے ایک کتاب بعنوان: اسلامی نظریاتی کونسل "ادارہ جاتی پس منظر اور کارکردگی" مرتب کی، جس کے مسودے کی کاپیاں دوران اجلاس تمام اراکین کونسل کے سامنے پیش کیں ۔ اور اس کا مختصر تعارف، اہمیت اور ضرورت بیان کرتے ہوئے ذکر کیا کہ اسکے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں تاریخی پس منظر ہے جو کہ تقریباً ۳۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اور دوسرے حصے میں ضمیمہ جات ہیں جو کم یاب تاریخی دستاویزات / وثائق پر مشتمل ہیں۔

مزید برآں اس کتاب کی تسوید و تحریر کے حوالے سے جناب چیئرمین کی ہدایات اور تقاضے کا ذکر کیا کہ آپ نے متعدد بار اس خواہش کا اظہار کیا کہ کونسل کی مکمل تاریخ اور ایک جامع نظریاتی تسلسل پر مبنی پس منظر، کتابی صورت میں تیار کیا جائے۔ یہ کاوش اسی ہدایت کا نتیجہ ہے۔

اجلاس کے تیسرے روز موجود تمام ممبران نے بتایا کہ ہم نے اس کتاب کے مندرجات کو بغور ملاحظہ کیا۔ اور اس کی علمی وقعت کو سراہتے ہوئے، اسے کونسل کے لئے اہم کاوش قرار دیا اور بالاتفاق اس کی طباعت کی سفارش کی۔

Scanned with CamScanner

۲۔ جناب علامہ افتخار حسین نقوی، رکن کونسل نے بذریعہ مراسلہ بتاریخ ۲۸/ جولائی ۲۰۱۶ء بنام جناب چیئرمین اس طرف توجہ دلائی کہ گزشتہ دنوں مختلف ٹی وی چینلز پر اسلامی نظریاتی کونسل، اس کے چیئرمین اور اراکین کے لئے نازیبا کلمات استعمال ہوئے اور ایک آئینی ادارہ کی توہین کی گئی اس کا کونسل نے سخت نوٹس لیتے ہوئے پیمرا کو خط لکھنے کا فیصلہ کیا کہ پیمرا رولز کے مطابق ایسے ٹی وی چینلز، ان کے اینکرز اور مہمان تبصرہ نگاروں کے خلاف کارروائی کو یقینی بنایا جائے۔ اراکین نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ ایک آئینی ادارے کی توہین و تذلیل کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہا اس طرح پیمرا رولز کی خلاف ورزی کئی روز تک جاری رہی مگر پیمرا نے کسی کے خلاف کوئی از خود ایکشن نہیں لیا۔

جناب چیئرمین نے سیکرٹری کونسل کو پیمرا کے چیئرمین کے نام مراسلہ لکھنے کی ھدایت کی۔

۳۔ معزز ممبران کی رائے کی روشنی میں فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ اجلاسوں کے بعد جناب چیئرمین کی پریس کانفرنسوں کی دفتر انتظامیہ ریکارڈنگ کیا کرے۔

۴۔ معزز اراکین کونسل نے رائے دی کہ کونسل ایک آئینی ادارہ ہے۔ اس کی سفارشات پر عملدرآمد اور ادارے کے مسائل کے حل کے لئے جناب صدر پاکستان اور جناب وزیر اعظم پاکستان کو بذریعہ مراسلات دعوت دی جائے کہ وہ اس مؤقر ادارہ میں تشریف لائیں تاکہ ان سے بالمشافہ کونسل کے امور بیان کیے جاسکیں۔

۵۔ بعض معزز ممبران کی طرف سے یہ مطالبہ سامنے آیا کہ کونسل کے بجٹ میں باقاعدہ ایک مد بیرون ممالک کے علمی دوروں کے لئے مختص ہے، لہذا اس کا دفتر کونسل کی طرف سے انتظام ہونا چاہئے۔ دوران گفتگو بیت المقدس کی زیارت کے لئے براستہ اردن جانے کا ذکر ہوا تو اس پر سب کا اتفاق ہوا۔ جناب چیئرمین نے جناب سیکرٹری کو ہدایت فرمائی کہ اس تجویز پر عملدرآمد کے لئے عملی اقدامات شروع کیے جائیں۔

ترتیب وتدوین از:

(ڈاکٹر غلام دستگیر شاہین)

سینئر ریسرچ آفیسر

غلام ماجد (ریسرچ آفیسر)

عبدالرشید (ریسرچ آفیسر)

نظر ثانی وایڈیٹنگ از:

چیف ریسرچ آفیسر / ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ)

منظوری از:

چیئرمین کونسل

Scanned with CamScanner

مولانا امداد اللہ صاحب کی جانب سے مجوزہ مسودہ کے لئے فقہ جعفری کی رائے:

از: سید افتخار حسین نقوی (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان)

دفعہ 35۔ نسب کا حق:

فقہ جفری: والد بچے کا انکار نہ کرے اتنا کافی ہے۔

دفعہ 56: عورتوں کا حق ولایت نکاح:

فقہ جعفری: کسی نابالغ یا نابالغہ کا اگر شرعی ولی نہ ہو اور نکاح کی ضرورت ہو، ہم کفو اور مناسب رشتہ موجود ہو تو عدول مومنین اسکا نکاح کر سکتے ہیں

دفعہ 58: غیر کفو اور مہر مثل سے کم پر نکاح:

فقہ جعفری: اگر لڑکی بالغہ رشیدہ ہے اور خود اس رشتے کی خواہاں ہے تو درست ہے والّا کسی اور کی جانب سے ایسا کرنا لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا وہ برضا و رغبت اجازت دے تو ٹھیک وگرنہ باطل ہے۔

دفعہ 61: عاقلہ بالغہ کا سکوت کب اجازت ہے:

فقہ جعفری: عاقلہ، بالغہ، باکرہ کا حق ہے کہ وہ اپنے لئے خود جیون ساتھی (شوہر) کا انتخاب کرے، والدین کا قریبی رشتہ داروں نے اگر کوئی رشتہ پسند کیا اور لڑکی کو بتایا تو لڑکی کا اختیار ہے کہ وہ خود اسکی اجازت دے البتہ کنواری ہونے کی صورت میں جہاں پر لڑکی کے لئے شوہر کو پسند یا ناپسند کرنے کا اختیار و حق ہے وہاں پر ضروری ہے کہ اس کے ولی شرعی اس کے انتخاب پر راضی ہوں اگر راضی نہ ہوں تو لڑکی دوسرا انتخاب کرے گی۔ یا ولی شرعی کے انتخاب پر اپنی رضایت کا اظہار کرے گی۔

Scanned with CamScanner

دفعہ 66: بیک وقت تین طلاقیں:

فقہ جعفری: فقہ جعفری کی رو سے مجلس واحد میں صیغہ طلاق جتنی بار بھی ہو طلاق ایک ہی واقع ہوتی ہے کیونکہ پہلی طلاق اگر با الشرائط ہو، رشتہ ازدواج منقطع ہو جاتا ہے لہٰذا دیگر دو طلاق بے محل اور تحصیل حاصل ہے۔ دوسری اور تیسری طلاق بالترتیب رجوع کرنے کے بعد پھر طلاق دے، تب طلاق شمار ہو گی۔

دفعہ 64: شوہر کے مرتد ہونے کے بعد بیوی کے حقوق:

فقہ جعفری: (۳) اگر بیوی مدخولہ ہو تو فسخ کے لئے عدت گزارنے کی ضرورت ہو گی۔

فقہ جعفری: (۵) ب: اگر مرتد فطری ہو تو عدت وفات گزارے گی اگر مرتد ملی ہو تو عدتِ طلاق ہو گی۔

دفعہ 73: ایلا کے بعد تفریق کا حکم:

فقہ جعفری: چار ماہ گزرنے کے بعد بیوی کو مرافعہ کا حق ہوگا اگر بیوی مرافعہ نہ کرے تو جدائی نہیں ڈالی جائیگی۔

دفعہ 83: شوہر کی غلط بیانی ظاہر ہونے پر بیوی کا حق فسخ:

فقہ جعفری: ایسی صورت میں خیار تدلیس بھی حاصل ہو گا اور خیار کا حق بغیر عدالت سے رجوع کئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ملاحظہ:

دفعہ ۱۴ اور ۳۴ یکساں ہیں ایک کو حذف کیا جائے

دفعہ 79 اور دفعہ 67 ایک ہی ہیں۔ لہٰذا ایک کو حذف کیا جائے۔

دفعہ 58 اور 78 بھی ایک ہی ہیں، لہٰذا ان میں سے بھی ایک کو حذف کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

قانون حقوق اطفال

از : سید افتخار حسین نقوی

دفعہ ۲ ذیلی شق ۵۔ رضاعت:

لغوی تعریف: الرضاع " رَضَعَ یرضِعُ یا رَضِعَ یرضَعُ " کا مصدر ہے اور الرضاعۃ اسم مصدر ہے جس کا معنیٰ " بچے کا اس طرح سے دودھ پینا جس طرح دودھ پینا چاہیے " یعنی " بچے کا منہ لگا کر پستان سے دودھ پینا "

اصطلاحی تعریف: رضاعت شیر خوارگی کی عمر میں کسی بچے کا عورت کے پستانوں کو چوس کر مخصوص مقدار یا مدت تک دودھ پینے کو کہتے ہیں۔

نوٹ۔ مسودے میں دی گئی تعریف بھی فقہ جعفری میں رضاعت کے مفہوم سے موافق ہے۔

دفعہ ۲ ذیلی دفعہ ۵۴۔ وقف:

وھو تحبیس الاصل و تسبیل المنفعة : وقف یعنی اصل کو باقی رکھتے ہوئے منفعت کو لوگوں کے لیے یا کسی خاص فرد یا گروہ کے لیے آزاد کرنا (جائز قرار دینا)۔

نوٹ۔ مسودے میں دی ہوئی تعریف فقہ جعفری میں وقف کی تعریف کے موافق ہے۔

لقیط: ایسا بچہ جس کا کوئی کفیل موجود نہ ہو یا موجود ہو لیکن معلوم نہ ہو

لقیط کو اٹھانا اگر وہ خود اپنی حفاظت اور ضروریات پر قادر نہ ہو تو واجب کفائی ہے

دفعہ ۲۱۔ لقیط کا مذہب:

ا۔ اگر لقیط دار اسلام سے ملا ہو تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

۲۔اگر لقیط دار کفر سے ملا ہو لیکن وہاں پر مسلمان بھی بستے ہوں اور ایسے امکانات موجود ہوں کہ لقیط ان مسلمانوں میں سے کسی کی اولاد ہو تو ایسی صورت میں بھی وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۲۵۔لقیط کو تحویل میں رکھنے کی ذمہ داری

اگر لقیط کی ماں، باپ، دادا مل جائیں تو ان کو بچے کی کفالت پر مجبور کیا جائے گا۔

اگر لقیط کا کوئی نسبی رشتہ موجود نہ ہو تو ملتقط اس کی حضانت کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کوئی اور لقیط کو اس سے چھیننے کا حق نہیں رکھتا، مگر یہ کہ ملتقط شرعی طور پر اس ذمہ داری کو نبھانے کا اہل نہ ہو۔

دفعہ ۲۶۔لقیط کا نسب:

اگر دو یا دو سے زیادہ مرد یا خواتین لقیط کے نسب کا دعویٰ کریں اور کسی کے پاس شرعی ثبوت موجود نہ ہوں تو ایسی صورت میں قرعہ ڈالا جائے گا جس کے نام قرعہ نکلے لقیط کو اسی کے حوالے کیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

ایجنڈا آئٹم نمبر۲: کونسل کے ۲۰۵ ویں اجلاس میں کیے گئے فیصلوں پر دفتر کونسل کی طرف سے عمل درآمد رپورٹ

کونسل کے ۲۰۵ ویں اجلاس میں کئے گئے فیصلوں پر مطلوبہ عملدرآمد کر دیا گیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل گوشوارہ میں درج کی گئی ہے:

نمبر شمار	مطلوبہ عمل درآمد	دفتر کی طرف سے عمل درآمد کی صورت حال
۱-	**بحوالہ ص ۱: توثیق روداد اجلاس نمبر ۲۰۴ (آئٹم نمبر ۱)** کونسل کے ۲۰۴ ویں اجلاس کی روداد برائے توثیق پیش کی گئی تھی کونسل نے روداد کی توثیق کی۔	توثیق کے بعد محترم چیئرمین صاحب نے منظوری کے دستخط ثبت فرما دیے۔ روداد کونسل کی لائبریری / شعبہ ریسرچ میں محفوظ کر دی گئی۔
۲-	**بحوالہ ص ۹-۱۱: "دی علم فاؤنڈیشن" تیار کردہ نصاب پر نظر ثانی کے لیے علماء بورڈ ــــ کونسل کی آراء وسفارشات** کونسل نے اس آئٹم کے بارے میں اپنی آراء وسفارشات مرتب کیں۔	کونسل کے دو معزز ارکان جناب ڈاکٹر نور احمد شاہتاز اور جناب مولانا امداداللہ اور دی علم فاؤنڈیشن کو بذریعہ مراسلہ فیصلے کے متعلقہ اجزاء سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔
۳-	**بحوالہ ص ۱۴: ہیگ معاہدات کا اردو ترجمہ۔ کونسل کی عبوری سفارشات** (۱) اس آئٹم پر کونسل نے ایک معاہدہ پر بالاتفاق اپنی سفارشات / آراء منظور کیں۔ (۲) نیز کونسل نے ہدایت کی کہ پہلے معاہدہ کی بقیہ دفعات اور دیگر دونوں معاہدات کا ترجمہ کیا جائے۔ اور آئندہ اجلاس میں برائے غور پیش کیا جائے۔	۱۔ فیصلے کا عبوری متن متعلقہ وزارت کو ارسال کیا جا چکا ہے۔ ۲۔ ہیگ معاہدات کا مکمل ترجمہ ہو چکا ہے۔ ایجنڈا آئٹم نمبر ۵ کے تحت برائے غور پیش خدمت ہے۔
۴-	**بحوالہ ص ۳۳-۳۴: مسودہ قانون بابت حقوق وتادیب اطفال۔ کونسل کی آراء** ۱۔ کونسل نے طے کیا کہ شعبہ تحقیق اس بل کی حتمی تسوید کے بعد ارکان کو برائے ملاحظات ارسال کرے۔ ۲۔ علامہ سید افتخار حسین نقوی صاحب اس بل میں جہاں ضروری ہو وہاں فقہ جعفریہ کی آراء شامل فرمائینگے۔	حسب فیصلہ اس بل میں نئی دفعات شامل کر دی گئی ہیں اور آئٹم نمبر ۳ کے تحت ایجنڈا میں شامل ہے۔ علامہ صاحب کا مراسلہ موصول ہوا۔ متعلقہ دفعات کو بل میں شامل کیا گیا۔
	بحوالہ صفحہ ۳۴: بابت متفرق امور ۱۔ کتابچہ بابت کونسل کا تعارف وتاریخی پس منظر ــ برائے اشاعت ۲۔ چیئرمین پیمرا کے نام خط ۳۔ کونسل کے اجلاس کے اختتام پر پریس بریفنگ کی ریکارڈنگ ۴۔ صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کے نام مراسلے ۵۔ بیرون ملک کونسل کا وفد۔ بیت المقدس کی زیارت کے لیے براستہ اردن	جناب سیکرٹری صاحب تمام متفرق امور کے بارے میں دوران اجلاس بریف فرمائینگے۔

ایجنڈا آئٹم نمبر ۳: قانون حقوق وتربیت اطفال ---کونسل کی سفارشات کی روشنی میں از سرنو مرتب کردہ مسودہ

ڈاکٹر انعام اللہ، چیف ریسرچ آفیسر/ڈی جی (آر)

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے ۲۰۳ویں اجلاس مؤرخہ ۱۱-۱۲/اپریل ۲۰۱۶ء میں ۳۵ دفعات پر مشتمل مسودہ قانون حقوق وتربیت اطفال (مرتب کردہ: جناب مولانا امداداللہ، رکن کونسل) پر دفعہ وار بحث اور غور وفکر کرکے ترامیم وتجاویز پیش کیں۔

۲۰۴ویں اجلاس (۲۴، ۲۵، ۲۶/مئی ۲۰۱۶ء) میں کونسل نے ہدایت کی، کہ معزز رکن کونسل جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان اور راقم (چیف ریسرچ آفیسر/ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) کونسل کی طرف سے پیش کردہ ترامیم وتجاویز کی روشنی میں بل کا حتمی مسودہ از سر نو مرتب کریں۔ کونسل کی ہدایت کے مطابق ۷۵ دفعات پر مشتمل از سرنو مرتب کردہ بل بعنوان "قانون حقوق وتربیت اطفال" کونسل کے ۲۰۵ویں اجلاس (۲، ۳، ۴/اگست ۲۰۱۶ء) میں غور وفکر کے لیے پیش کیا گیا، بل کی دفعہ وار خواندگی کی گئی، چند لفظی وجزوی ترمیمات کے ساتھ کونسل نے مسودہ بل کو متفقہ طور پر منظور کیا، اور ہدایت کی کہ:-

(الف) شعبہ تحقیق میں مجوزہ ترمیمات کی روشنی میں بل کا حتمی مسودہ مرتب کیا جائے، نیز

(ب) چیف ریسرچ آفیسر/ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) کی تجویز کردہ دیگر موضوعات پر مشتمل دفعات کو بل میں شامل کیا جائے۔

کونسل کی ہدایت پر عملدرآمد کرتے ہوئے نئی ترتیب کے ساتھ حسب ذیل موضوعات پر مشتمل دفعات کا اضافہ کیا گیا:-

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
۱.	بچوں کی پیدائش کا اخفاء	دفعہ: ۱۰، ص: ۸
۲.	بچوں کی حضانت سے متعلق احکام	دفعہ: ۱۹ تا ۲۷-، ص: ۱۲
۳.	بچوں کی رسمی تعلیم	دفعہ: ۳۸ تا ۴۱-، ص: ۱۹
۴.	بچوں کا جنسی زیادتی سے تحفظ	دفعہ: ۶۵ تا ۷۶-، ص: ۳۰
۵.	ہنگامی حالات اور مسلح تصادم میں بچوں کے حقوق	دفعہ: ۷۷ تا ۸۹-، ص: ۳۴
۶.	بچوں کا اغواء اور چوری	دفعہ: ۸۰، ص: ۳۶

حسب ہدایت جناب چیئرمین متذکرہ بالا اضافی دفعات غور وخوض کے لئے پیش خدمت ہیں۔

سزا مجرم کو دی جاتی ہے۔
تادیب۔ سرزنش کا لفظ استعمال کریں۔
بچے کے لئے تادیب۔ بالغ کے لئے مجرم کی سزا۔
* عصبہ، محرمات کی تعریف

Scanned with CamScanner

قانون حقوق وتربیت اطفال

قانون حقوق وتربیت اطفال:

تمہید:[1] ہر گاہ کہ آئین کے آرٹیکل نمبر ۳۱ اور ۳۵ کی مصلحت کا تقاضا ہے کہ بچوں کے مادی ومعنوی حقوق اور تعلیم وتربیت اور نشوونما ونگہداشت کے متعلق والدین، معلمان، مربیان، متولیان اور نگہبانان کی ذمہ داری کو قرآن وسنت کے احکامات وہدایات کی روشنی میں منضبط کیا جائے، لہٰذا بذریعہ ہٰذا درج ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

(البتہ غیر مسلم افراد کو آئین کے آرٹیکل ۲۲۷(۳) کے تابع اختیار ہوگا، کہ وہ اپنے مذہبی تعلیمات کے مطابق بچوں کے حقوق وتربیت کا انتظام کریں۔)

دفعہ ۱۔ مختصر عنوان، وسعت اور نفاذ:

قانون ہٰذا "قانون حقوق وتربیت اطفال" کے نام سے موسوم ہوگا۔

یہ ہر قانون ساز ادارے کے اختیارات پر وسعت پذیر ہوگا۔

یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

دفعہ ۲۔ تعریفات:

قانون ہٰذا میں بجز اس کے کہ سیاق وسباق سے کچھ اور مفہوم ظاہر ہو، درج ذیل الفاظ سے وہی معنی مراد ہوں گے جو بذریعہ ہٰذا ان کے لیے بالترتیب مقرر کیے گئے ہیں:

(۱) **اصول:** وہ رشتہ دار جو اوپر کی طرف ہوں، جیسے والد / والدہ، دادا / دادی، نانا / نانی وغیرہ۔

(۲) **جنین:** استقرار حمل کے بعد ولادت سے قبل تک حمل جنین کہلاتا ہے۔

(۳) **تحنیک:** کوئی نیک آدمی کھجور یا کوئی چیز منہ میں نرم کر کے نومولود کے تالو سے لگادے۔

(۴) **عقیقہ:** بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے۔

(۵) **رضاعت:** بچے کا ابتدائی دو سالوں کے اندر بعض شرائط کے تابع کسی عورت کا دودھ پینا رضاعت کہلاتی ہے۔

---

[1] چونکہ ہر فرد بشر طبعی طور پر اپنی ذات کا خیر خواہ ہے، ذات کی اس خیر خواہی کا لازمی تقاضا ہے کہ وہ دوسروں کا خیر خواہ رہے۔ دوسروں کی خیر خواہی کی عملی شکل بڑوں کی نسبت سے تعظیم واطاعت اور چھوٹوں کی نسبت سے شفقت ومعاونت ہوگی۔ تمام انبیاء اور شرائع نے انسان کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں خیر خواہی کا راستہ خدا پرستی سکھایا اور دکھایا ہے۔ خدا پرستی کے ماحول میں خیر خواہی کی بنیاد پر ابتدائی اجتماعی اکائی کی تشکیل خاندان سے ہوتی ہے، جو ابتدائی طور پر والدین اور اولاد سے شروع ہو کر قبیلوں اور قوموں کے جانب بڑھتا اور پھیلتا ہے۔ حکومت وریاست اس کی نہائی اور ترقی یافتہ تکمیلی شکل ہے۔ نیز ہر گاہ کہ آئین کے آرٹیکل ۳۱ کی مصلحت کا تقاضا ہے کہ حکومت پاکستانی قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے کا ماحول فراہم کرے اور آرٹیکل ۳۵ کے مصلحت کا تقاضا ہے کہ حکومت خاندان کے تحفظ کا فریضہ ادا کرے۔ ان تمام مصالح کا تقاضا ہے کہ بچوں کے حقوق کے لیے قانون وضع کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

(٦) حضانت: بچے کی حفاظت، تربیت اور مفادات کی نگرانی حضانت کہلاتی ہے۔

(٧) کفالت: بچے کی بلوغت کی عمر تک پہنچنے والے عرصے میں پرورش کرنے، اس کے نفقہ کا انتظام کرنے اور اس کی جان اور مال کی حفاظت کرنے کو کفالت کہتے ہیں۔

(٨) صغر سنی: بلوغت کی عمر تک پہنچنے سے پہلے کی عمر کو صغر سنی کہا جاتا ہے۔

(٩) علامات بلوغ: بلوغ کی علامات لڑکے کے لیے انزال، احبال یا احتلام اور لڑکی کے حق میں حیض، احتلام، انزال یا حبل ہے۔

(١٠) بلوغت: صغر سنی کے اختتام کو بلوغت کہتے ہیں۔

(١١) بلوغ کی عمر: اگر علامات بلوغ ظاہر نہ ہوں تو بلوغ کی اقل مدت لڑکے کے لیے بارہ سال اور لڑکی کے لیے نو سال اور اکثر مدت دونوں کے لیے پندرہ سال ہے۔

(١٢) سن رشد: کم عمری کے اثرات کا زائل ہو جانا اور کسی قدر شعور (سمجھ بوجھ) کا آجانا۔

(١٣) غیر مکلف: وہ بچہ جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو، اور شرعی احکام کی بجا آوری کا پابند نہ ہو۔

(١٤) صبی غیر ممیز: وہ بچہ جو سات سال کی عمر تک نہ پہنچا ہو۔

(١٥) صبی ممیز: وہ بچہ جو سات سال تک پہنچا ہو۔

(١٦) مراہق: ایسا بچہ جو بلوغت کے قریب ہو اور اس میں جنسی خواہش پائی جاتی ہو۔

(١٧) عوارض اہلیت: اس سے مراد بچپنا، جنون یا احمقانہ پن ہے۔

(١٨) تعزیر: کسی ایسے جرم پر عدالت کی طرف سے دی جانے والی سزا کو "تعزیر" کہا جاتا ہے جس جرم کے لئے "حد" یا "قصاص" مقرر نہ ہو۔

(١٩) تادیب: تادیب سے مراد ہے، بچوں کی شخصیت کی بہتر تشکیل، معاشرے میں بہتر انسان کے کردار کے لیے تعلیم، تربیت، اصلاح اور نگرانی، جس میں ترغیب و ترہیب دونوں شامل ہوں۔

(٢٠) زجر و توبیخ: کسی اچھے کام پر آمادہ کرنے یا کسی غلط کام سے روکنے کے لیے ڈانٹ ڈپٹ کرنا، جبکہ اس میں گالم گلوچ اور فحش الفاظ نہ ہوں۔

(٢١) سزا: نابالغ کے جسم پر قوت و طاقت کا بالواسطہ یا بلاواسطہ استعمال یا بلا استعمال قوت نابالغ کو اپنی قوی اور برتر حیثیت کی وجہ سے ایسی صورت حال سے دوچار کرنا جس میں وہ درد و تکلیف، ذہنی یا جسمانی محسوس کرے۔ سزا سے مقصود جسمانی تکلیف پہنچا کر اصلاح و تربیت یا کسی خاص رویے کا ترک یا تبدیلی یا حصول ہوتا ہے۔

(٢٢) ضرب غیر متلف: ایسی مار جس سے کوئی عضو ضائع نہ ہو۔

(٢٣) وصی: جس کو وصیت کے مطابق عمل کرنے یا اہتمام ترکہ کی خدمت سپرد کی جائے اسے وصی کہتے ہیں۔

(٢٤) ولایت: شرعی اختیار، جس کی بدولت دوسرے پر تصرف کے نفاذ کی قدرت حاصل ہو۔

Scanned with CamScanner

-47-

(۲۵) ولی: جسے نابالغ پر ولایت ذات یا مال یا جیسی بھی صورت ہو، حاصل ہو،

(۲۶) معلم: جو نابالغ کو کوئی علم و فن، دینی یا دنیوی سکھاتا ہو۔

(۲۷) مجنون: ایسا فرد جو ذہنی عارضہ یا علالت کے باعث ہر وقت یا بعض اوقات میں ایسی حالت میں رہے کہ اسے اپنے فعل پر اختیار نہ رہے۔

(۲۸) معتوہ: ایسا شخص جو ذہنی طور پر پسماندہ ہو اور امور کو اچھی طرح نہ سمجھتا ہو۔

(۲۹) تعلیمی ادارے: جہاں کسی علم و فن دینی یا دنیوی کی رسمی یا غیر رسمی تعلیم دی جاتی ہو۔

(۳۰) نگہداشت کے ادارے: کوئی ادارہ جو نابالغان کے تحفظ، نگہداشت، نشو و نما، اصلاح یا فلاح و بہبود کی غرض سے ہو۔

(۳۱) عاقلہ: کسی فرد کے خاندان، قبیلہ یا ہم پیشہ پر مشتمل ایسے لوگ جو اس فرد کی طرف سے ہونے والے نقصان کی تلافی اور تاوان میں مالی معاونت کرنے کے شرعاً و قانوناً پابند ہوں۔

(۳۲) لاوارث معلوم النسب: جس کا کوئی ولی اور سرپرست موجود نہ ہو، لیکن اس کا نسب معلوم ہو۔

(۳۳) لاوارث مجہول النسب: جس کا کوئی ولی اور سرپرست موجود نہ ہو، اور اس کا نسب بھی معلوم نہ ہو۔

(۳۴) لقیط: ایسا لاوارث بچہ جو راستے، جنگل، مسجد کے دروازے یا کسی بھی عوامی جگہ پر پڑا ملے اور اس کا والد اور والدہ دونوں معلوم نہ ہوں۔

[فقہ جعفریہ کے مطابق لقیط ایسا بچہ ہے جس کا کوئی کفیل موجود نہ ہو یا موجود ہو لیکن معلوم نہ ہو۔ لقیط کو اٹھانا اگر وہ خود اپنی حفاظت اور ضروریات پر قادر نہ ہو تو واجب کفائی ہے]۔

(۳۵) ملتقط: ایسا شخص جس نے لقیط یعنی لاوارث بچہ کو اٹھا کر اپنی تحویل میں لے لیا ہو۔

(۳۶) دیت: بدنی جرائم میں متاثرہ شخص یا اس کے ورثاء کو شریعت کے مطابق مقرر شدہ مقدار کے مالی معاوضہ کو دیت کہا جاتا ہے۔ جس کی مقدار پی پی سی کی دفعہ ۲۹۹ (ای) اور دفعہ ۳۲۳ میں بیان کی گئی ہے۔

(۳۷) کفارہ: کسی گناہ کی تلافی کے لئے شریعت کی طرف سے مقرر کردہ مالی یا عملی ذمہ داری کو کفارہ کہلاتا ہے۔ جس کی بنیاد سورۃ النساء کی آیت نمبر ۹۲ ہے، آج کل کفارہ کی عملی ممکن شکل دو مہینے مسلسل روزے رکھنا ہے۔

(۳۸) قصاص: بحوالہ پی پی سی کی دفعہ ۲۹۹ (ایل) قصاص سے ایسی سزا مراد ہے، جو ضرر رسیدہ یا ولی کے حق کو زیر کار لاتے ہوئے سزایاب کے جسم کے اسی حصہ پر جہاں اس نے ضرر رسیدہ کو لگائی، مشابہ ضرر پہنچا کر یا اگر وہ قتل عمد کا مرتکب ہوا ہو تو اس کو ہلاک کر کے دی جائے۔

(۳۹) حد: مخصوص جرائم پر منصوص سزاؤں کو "حد" کہتے ہیں۔

(۴۰) اسقاط: پیٹ کے اندر موجود حمل کو گرانا اور ضائع کرانا۔

(۴۱) مجہول الآب: جس بچے کا باپ معلوم نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

(۴۲) **لعان:** جب شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور بیوی تہمت کی صحت سے انکار کرے، تو قاضی کے سامنے میاں بیوی چار چار مرتبہ مخصوص الفاظ کے ساتھ قسم کھا کر اپنے سچے ہونے کی گواہیاں دیں۔ اور پانچویں مرتبہ شوہر کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں، تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ اور بیوی کہے کہ اگر میرا شوہر سچا ہے، تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ لعان کے بعد قاضی کے فیصلے کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو جاتی ہے، جو طلاق بائن کے حکم میں ہوتی ہے۔

(۴۳) **طلاق رجعی:** جس طلاق کے بعد شوہر کو عدت کے اندر بغیر نکاح کے رجوع کا حق حاصل ہو۔

(۴۴) **طلاق بائن:** جس طلاق کے بعد شوہر کو عدت کے اندر بغیر نکاح جدید کے رجوع کا حق حاصل نہ ہو۔

(۴۵) **اسباب فسخ:** یعنی طلاق کے علاوہ نکاح کالعدم ہونے کے اسباب: قاضی (عدالت) کے ذریعے، جیسے: غیر کفوء میں نکاح ہو، مہر مہر مثل سے کم ہو، میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرنے سے انکار کرے، جبکہ دوسرا مسلمان ہو جائے وغیرہ۔ یا قاضی (عدالت) کے فیصلے کے بغیر ہو، جیسے: میاں بیوی میں سے کسی ایک کا مرتد ہونا وغیرہ۔

(۴۶) **پرورش / حضانت کی اہلیت:** جیسا کہ اس بل کی دفعہ ۲۱(ا) کی ذیلی شقوں اے تا ای میں بیان ہوئی ہے۔

(۴۷) **امانت:** بمعنی ودیعت کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص صراحۃً یا اشارۃً کسی دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت کا اختیار دینے کے لیے عقد یا معاہدہ کرے[۲]۔

(۵۰) **قتل عمد:** جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۰۰ میں بیان کی گئی ہے۔

(۵۱) **قتل شبہ عمد:** جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۱۵ میں ہے۔

(۵۲) **قتل خطاء:** جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۱۸ میں تعریف کی گئی ہے۔

(۵۳) **وصیت:** زندگی میں کسی کو اپنی موت کے بعد اپنے اموال یا مملوکہ اشیاء کا یا ان کے منافع کا مالک بنانا۔

(۵۴) **وقف:** کسی چیز کو اپنی ملکیت میں رکھ اس کے منافع کو صدقہ کرنا۔

(۵۵) **ممنوع سزا:** وہ سزا جو اس بل میں ممنوع قرار دی گئی ہو۔

(۵۶) **غیر جسمانی ممنوع سزا:** سے مراد ہے:-

(i) انتہائی ہتک آمیز اور مبنی بر توہین رویہ۔

(ii) صراحتاً یا اشارۃً تہمت پر مشتمل کلمات یا انتہائی توہین آمیز کلمات کہنا.

(iii) عار دلانا

(iv) ماں باپ یا دیگر محترم رشتوں کی توہین پر مشتمل گالیاں دینا

---

[۲]۔ امانت کے احکام: کوئی بھی فریق کسی بھی وقت اس معاہدہ سے دست بردار ہو سکتا ہے، اور اگر امانت کے طور پر رکھوایا ہوا مال ضائع ہو جائے، تو امین ذمہ دار نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ عند الطلب مال واپس کرنے سے انکار کر دے یا مال کی حفاظت میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرے، یا از خود مال ضائع کر دے۔

Scanned with CamScanner

(v) جنسی افعال واعضاء کے تذکرہ پر مشتمل گالیاں دینا، وغیرہ۔

(۵۷) **جسمانی ممنوع سزا:** سے مراد ہے ہاتھ یا کسی آلہ مثلاً: ڈنڈے، لوہے، چابک، چمڑے کے کوڑے، جوتے سے کیا گیا تشدد پر مبنی تکلیف دہ فعل، جو تادیب کے حدود سے متجاوز ہو، اور جس کا اثر جسم پر ظاہری نشان، اندرونی یا بیرونی چوٹ یا بیماری کی شکل میں ظاہر ہو، جس میں مندرجہ ذیل شامل ہیں، تاہم ان تک محدود نہیں:-

(i) سزا کے طور پر سخت دھوپ یا سخت سردی میں کھڑا کرنا۔

(ii) بجلی کا کرنٹ دینا۔

(iii) آگ کے ذریعے جسم جلانا۔

(iv) ہاتھ پیر باندھنا۔

(v) ہاتھ پیر باندھ کر ڈنڈے سے مارنا۔

(vi) ننگا کرنا۔

(vii) رفقاء کے ذریعے سزا دلوانا۔

(viii) نقصان دہ چیز نگلنے پر مجبور کرنا۔

(ix) طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھوانا۔

(x) جسم پر تیزاب پھینکنا۔

(xi) "ضرر" جیسا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان (پی پی سی) کی دفعہ ۳۳۲ میں تعریف کی گئی ہے۔

(xii) "اتلاف عضو" جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۳۳ میں تعریف کی گئی ہے۔

(xiii) "اتلاف صلاحیت عضو" جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۳۵ میں تعریف کی گئی ہے۔

(xiv) "شجہ" جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۳۷ میں تعریف کی گئی ہے۔

(xv) "جرح" جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۳۷(بی) میں تعریف کی گئی ہے۔

(xvi) "جائفہ" جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۳۷(سی) میں تعریف کی گئی ہے۔

(xvii) "غیر جائفہ" جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ ۳۳۷(ای) میں تعریف کی گئی ہے۔

(۵۸) "جبری مشقت" بچے سے کوئی ایسا کام کرانا، جو بچے کی عمر، جسمانی ساخت، اور جسمانی طاقت سے واضح طور پر زیادہ ہو، اور جس کی وجہ سے بچے کے بے ہوش ہونے اور مرض میں مبتلا ہونے کا غالب امکان ہو۔

(۵۹) "جنسی زیادتی" سے مراد ہے جو اس قانون کی دفعہ ۶۶ میں بیان ہوا ہے۔

(۶۰) "بدکاری" سے مراد ہے، جو اس قانون کی دفعہ ۶۸ میں بیان ہوا ہے۔

(۶۱) "دواعی زنا و بدکاری" سے مراد ہے، جو اس قانون کی دفعہ ۷۰ میں بیان ہوا ہے۔

Scanned with CamScanner

حصہ اوّل: ولادت سے قبل بچوں کے حقوق

دفعہ: ۳-مناسب رشتۂ ازدواج: از روئے شرع اسلامی بچوں کے حقوق ان کی پیدائش سے قبل شروع ہو جاتے ہیں، اس لیے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہونے والی اولاد کی خاطر مناسب وموزوں جگہ اپنا یا اپنوں کا رشتہ نکاح کریں۔

دفعہ: ۴-اسلامی آداب کی رعایت: دوران مباشرت زوجین اسلامی آداب کا خیال رکھیں۔ (نیت نیک اولاد پیدا کرنے کی ہو۔ اور دعا شیطان سے حفاظت کی ہو)

دفعہ: ۵-حمل کا اقرار واجب ہے: حمل جائز ہو تو اس کا اقرار کرنا واجب ہے، اور اس سے انکار حرام ہے۔

دفعہ: ۶-بحیثیت جنین بچہ کا حق: جنین کو ہر ایسے فعل یا حرکت جیسے منشیات یا مضر اشیاء کا استعمال یا حمل کے لیے نقصان دہ افعال کے ارتکاب سے بچانا واجب ہے۔

دفعہ: ۷-جنین کی زندگی کا تحفظ: جنین، نر ہو یا مادہ، کو زندگی کا حق ہے، اس لیے بلا کسی شرعی عذر کے اسقاط حرام ہے۔

دفعہ: ۸ اسقاط کی غرض سے جنین کی جنس معلوم کرنے کی ممانعت: جو کوئی بذریعہ میڈیکل ٹیسٹ اس غرض سے جنین کی جنس معلوم کرے، کہ اگر مادہ ہے، تو اس کا اسقاط کرے تو یہ جرم تصور ہوگا اور:-

(۱) اسقاط کرنے والے والدین مجرم ہوں گے۔

(۲) میڈیکل ٹیسٹ کے ذریعے جنس بتانے والا ڈاکٹر مجرم ہوگا۔

دفعہ: ۹-اسقاط حمل کی ممانعت: دفعہ ۷ کی خلاف ورزی پر مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعات: ۳۳۸، ۳۳۸ (اے)، ۳۳۸ (بی) اور ۳۳۸ (سی)[۳] کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

---

[۳] مذکورہ دفعات کا متن:

Isqat-i-Hamal(اسقاط حمل)

Whoever causes a woman with child whose organs have not been formed, to miscarry, if such miscarriage is not caused in good faith for the purpose of saving the life of the woman, or providing necessary treatment to her, is said to cause"isqat-i-haml"

دفعہ ۳۳۸-اسقاط حمل:

جو کوئی کسی ایسے بچے کو جنم دینے والی، جس کے اعضاء نہ بنے ہوں، عورت [کذا] کے اسقاط کا باعث بنے، اگر ایسا اسقاط عورت کی جان بچانے کی خاطر یا اسے ضروری معالجہ فراہم کرنے کے لیے، نیک نیتی سے نہ کیا گیا ہو، تو کہا جائے گا کہ وہ اسقاط حمل کا باعث ہوا۔

دفعہ ۳۳۸ (اے)-اسقاط حمل کی سزا:

جو کوئی اسقاط حمل کا باعث ہو، بطور تعزیر مستوجب سزا ہو گا:

(اے) دونوں اقسام میں سے کسی قسم کی ایسی مدت کے لیے قید کا جو تین سال تک ہوتی ہے، اگر اسقاط حمل عورت کی رضامندی سے عمل میں لایا گیا ہو۔ یا

(بی) دونوں اقسام میں سے کسی قسم کی ایسی مدت کے لیے قید جو دس سال تک ہو سکتی ہے اگر اسقاط عورت کی رضامندی کے بغیر عمل میں لایا گیا ہو:

Scanned with CamScanner

دفعہ ۱۰: بچوں کی پیدائش کا اخفاء: نسب کی حفاظت کے تناظر میں بچوں کا حق ہے کہ اس کی پیدائش کو خفیہ نہ رکھا جائے، بلکہ دستور کے مطابق معروف طریقوں سے اس کا اظہار کر دیا جائے۔ لہٰذا جو کوئی ناجائز بچے کی ولادت کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر:

(۱) اسقاط حمل یا اسقاط جنین کا ارتکاب کرے گا، تو دفعہ ۹ کے احکام کے تابع مستوجب تعزیر یا دیت، جیسی بھی صورت ہو، ہو گا۔

(۲) پیدائش سے قبل، دوران پیدائش یا پیدائش کے بعد مرنے والے بچے کی لاش خفیہ طور پر دفن کرنے یا بصورت دیگر ٹھکانے لگائے تو مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۲۹[۴] کے احکام کے تابع مستوجب تعزیر جرم ہو گا۔

دفعہ ۱۱ جنین کے مالی حقوق کی حفاظت: حمل کے لیے "وصیت" کی جائے یا وہ "وارث" ٹھہرے یا اس پر "وقف" کیا جائے، تو اس کا حق متعلقہ اشخاص پر محفوظ رکھنا واجب ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر اسقاط حمل کے نتیجہ میں عورت کو کوئی ضرر پہنچا ہو یا وہ مر جائے تو سزایاب ایسے ضرر یا موت کے لیے، جیسی کہ صورت ہو، مقرر سزا کا بھی مستوجب ہو گا۔

- دفعہ ۳۳۸ (سی): اسقاط جنین کی سزا (Punishment of Isqat-i-Janin)

جو کوئی اسقاط جنین کا باعث ہو، مستوجب ہو گا:

اے) اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو دیت کے بیسویں حصہ کا۔

بی) اگر بچہ زندہ پیدا ہو، مگر مجرم کے کسی فعل کے نتیجہ میں مر جائے تو پوری دیت کا

سی) بطور تعزیر کے کسی قسم کی قید کی سزا ایسی مدت کے لیے جو سات سال تک ہو سکتی ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر عورت کے رحم میں ایک سے زیادہ جنین ہوں، تو مجرم ہر بچے کے لیے علیحدہ دیت یا تعزیر، جیسی کہ صورت ہو، مستوجب ہو گا:

مگر شرط یہ ہے کہ اگر اسقاط جنین کے نتیجہ میں عورت کو کوئی ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو سزایاب ایسے ضرر یا موت، جیسی کہ صورت ہو، کے لیے مقرر سزا کا بھی مستوجب ہو گا۔

۴۔ دفعہ: ۳۲۹ کا متن:

دفعہ ۳۲۹: لاش کو خفیہ طریقے سے ٹھکانے لگا کر پیدائش کا اخفا: جو کوئی کسی بچے کی لاش کو خفیہ طور پر دفن کر کے یا بصورت دیگر ٹھکانے لگا کر، خواہ ایسا بچہ اپنی پیدائش سے قبل، دوران یا بعد میں مر گیا ہو، دانستہ طور پر اخفا کرے یا پیدائش کو چھپانے کی کوشش کرے، اس کو ایسی مدت کے لئے کسی قسم کی سزائے قید دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں۔

Scanned with CamScanner

حصہ دوم: ولادت کے بعد بچوں کے حقوق

دفعہ:۱۲-ولادت کے بعد کے حقوق: بچوں کا حق ہے کہ پیدائش کے بعد ان کو قانون ہذا کی دفعہ ۲۷(۲)(اے) کے احکام کے تابع اسلامی شناخت دی جائے۔

دفعہ: ۱۳-نسب کا حق:

(۱) ہر بچے کا حق ہے کہ والدین اس کے حقیقی نسب کو ظاہر کریں، جس میں شامل ہے کہ:-

(i) والد بچے کو اپنی طرف منسوب کرے۔

(ii) ماں پر لازم ہے کہ بچے کو اس کے حقیقی باپ کی طرف منسوب کرے۔

(۲) جو بچہ جائز زوجیت کے زمانے میں پیدا ہو وہ صحیح النسب قرار پائے گا اگرچہ باپ اس کے نسب کا اقرار یا اعتراف نہ کرے یا خاموش رہے بشرطیکہ:

(i) بچہ نکاح سے چھ ماہ یا اس سے زائد مدت میں پیدا ہوا ہو۔

(ii) بچہ کو شوہر سے منسوب قرار دینا ممکن ہو یعنی شوہر بالغ یا مراہق ہو۔

(iii) زوجین کا ملاپ متصور ہو۔

(۳) والدین میں سے جو بھی بچے کے جائز حقیقی نسب کو چھپائیگا تو یہ جرم تصور ہو گا۔

[فقہ جعفریہ کے مطابق یہ دفعہ صرف اتنی ہو کہ والد بچے کا انکار نہ کرے]۔

دفعہ ۱۴- متبنی بنانے کی ممانعت: جاہلی تصور کے مطابق بچے کو متبنی (لے پالک) بنانا جرم ہے، جس میں شامل ہے:-

(۱) بچے کا نسب بحیثیت نسبی والد اپنی طرف منسوب کرے۔

(۲) بچے کو وارث بنائے یا بچے کے مال کا وارث بن جائے۔

(۳) بچے کو محرم کی حیثیت سے رکھے اور نکاح اور پردے کے احکام میں نسبی بچوں جیسی حیثیت دے۔

دفعہ ۱۵- بچے کو گود لینے کی اجازت: افراد یا اداروں کی طرف سے تعلیم وتربیت کے لیے بچے کو گود لینا درست اور مستحسن امر ہے، مگر شرط ہے کہ:-

(۱) قانون ہذا کی دفعہ:۱۵ بعنوان: "بچوں کی رجسٹریشن" کے تابع بچے کی رجسٹریشن کی جائے۔

(۲) گود لینے والے افراد اور اداروں سے قانونی یقین دہانی کرائی جائے کہ وہ بچے کے عقیدہ، اسلامی شناخت اور پاکستانی شہریت کا تحفظ کریں گے، اور اس پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔

(۳) گود لینے والے افراد اور اداروں کے منتظمین پاکستانی شہریت کے حامل ہوں۔

(۴) گود لینے والے افراد اور اداروں کے منتظمین مسلمان ہوں، اور اسلامی فضا میں بچے کی پرورش کریں۔

(۵) بچے کو پاکستانی حدود سے باہر نہ لے جایا جائے۔

Scanned with CamScanner

-5g-A

(۶) معلوم النسب بچہ ہو، تو والدین یا پھر اولیاء کی اجازت سے قانونی طریقہ کے مطابق گود لے۔

(۷) لاوارث یا مجہول النسب بچہ ہو، تو حکومت کی اجازت سے گود لے۔

(۸) گود لینے کی مدت بلوغ تک ہو، اور بالغ ہونے کے بعد گود لینے کی قانونی حیثیت ختم ہو۔

دفعہ:۱۶-بچوں کی رجسٹریشن: پیدائش کے بعد بچوں کی رجسٹریشن لازم ہے، خواہ وہ معلوم النسب ہوں، مجہول النسب ہوں یا لقیط اور لاوارث ہوں، رجسٹریشن کی غرض سے لازم ہے کہ:-

(۱) تمام سرکاری و غیر سرکاری دستاویزات میں ولدیت کے خانے کے ساتھ، ولی و سرپرست کے خانے کا اضافہ کیا جائے۔

(۲) معلوم النسب بچوں کی رجسٹریشن کرتے وقت اظہار نسب کے لیے ولدیت کے خانے میں سگے والد کا نام لکھنا ضروری ہے۔

(۳) ولدیت کے خانے میں ماں کا نام لکھا جائے اگر:-

(i) بچہ "مجہول الاب" ہو۔

(ii) بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والے بچے کے نسب سے باپ انکار کر دے اور لعان کے بعد قاضی (عدالت) میاں بیوی میں جدائی واقع کر دے، اور باپ سے بچے کا نسب منقطع کر دے۔

(۴) اگر بچہ مجہول النسب ہے نہ باپ معلوم ہے اور نہ ماں، تو رجسٹریشن فارم میں ولی و سرپرست کے خانے میں عدالت کی طرف سے مقرر کردہ قانونی ولی کا نام لکھ دیا جائے۔

(۵) ولی و سرپرست کو تمام قانونی و انتظامی معاملات میں شرعی احکام کے تابع والد یا والدہ کا متبادل تسلیم کیا جائے۔

(۶) معلوم النسب لاوارث بچوں کی ولدیت کے خانے میں سگے والد یا والدہ، جیسے بھی صورت ہو، کا نام درج کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

-53-

حصہ سوم: بچوں کا حق رضاعت

دفعہ: ۱۷- حق رضاعت: بچے کا حق ہے، کہ مدت رضاعت میں اس کو دودھ پلانے کا اہتمام کیا جائے۔

دفعہ ۱۸- رضاعت کی ذمہ داری: بچے کو دودھ پلانے کا اہتمام بنیادی طور پر باپ کی ذمہ داری ہے۔ تاہم ماں کا بھی فرض ہے کہ وہ بچے کی رضاعت میں شوہر کے ساتھ تعاون کرے، یعنی:-

(۱) ذیلی دفعہ (۲) کے ماسوا ہر بچے کا حق ہے کہ ماں مدت رضاعت کی تکمیل تک اس کو اپنا دودھ پلائے۔[۵]

(۲) بچے کا حق ہے کہ اسے کسی دیگر صالحہ عورت سے دودھ پلوایا جائے، اگر:-

(i) ماں کا دودھ نہ ہو۔

(ii) ماں کا دودھ ہو لیکن دودھ پلانے پر آمادہ نہ ہو۔

(iii) ماں دودھ پلانے پر آمادہ ہو مگر اس کا دودھ بچے کے حق یں مضر ہو۔

(iv) ماں کا دودھ مضر نہ ہو، مگر بچہ ماں کا دودھ پیتا نہ ہو۔

(v) بچہ ماں کا دودھ پیتا ہو مگر زوجین کی رائے کسی اور سے دودھ پلانے کی ہو۔

(۳) ماں پر اپنے بچوں کو دودھ پلانا واجب ہے، اگر:-

(i) دودھ پلانے کے لئے کوئی دوسری خاتون میسر نہ ہو۔

(ii) دوسری خاتون میسر ہو، مگر رضاعت پر آمادہ نہ ہو۔

(iii) دوسری خاتون رضاعت پر آمادہ ہو، مگر اجرت مانگتی ہو اور بچہ یا اس کا والد تنگدست ہو۔

(۴) ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے پر اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

(۵) اگر کسی معقول شرعی عذر کی وجہ سے ماں دودھ نہ پلا سکے تو باپ پر متبادل غذا کا بندوبست واجب ہے۔

Scanned with CamScanner

حصہ چہارم: بچوں کی حضانت اور اس کے احکام

دفعہ:۱۹- بچوں کا حق حضانت: حضانت ہر بچے کا بنیادی حق ہے، جس کی بجا آوری میں والدین کا مشترکہ کردار ہے، حضانت من وجہ والدین کا حق ہے، جیسا کہ من وجہ والدین کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے:-

(۱) حاضنہ کو حضانت پر مجبور کیا جائیگا، اگر کوئی اور حضانت کنندہ نہ ہو۔

(۲) حاضنہ کو حضانت پر مجبور نہیں کیا جائیگا اگر کوئی اور حضانت کنندہ ہو۔

(۳) اگر بیوی نے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ وہ بچے کو شوہر کے پاس چھوڑ جائیگی تو خلع صحیح ہوگا اور یہ شرط باطل ہوگی، اس لیے کہ بچے کا حق ہے، کہ وہ ماں کی حضانت میں رہے۔

(۴) اگر مرضعہ حاضنہ کے علاوہ کوئی اور خاتون ہو تو اس پر لازم ہے، کہ حاضنہ کے پاس بچے کو دودھ پلائے۔

(۵) باپ بغیر شرعی جواز کے بچے کو حاضنہ سے نہیں لے سکتا۔

دفعہ:۲۰- حضانت کی ذمہ داری: حضانت بچے کی خواتین و مرد رشتہ داروں کی مشترکہ ذمہ داری ہے، تاہم خواتین کا حق حضانت مردوں کے حق حضانت پر مقدم ہے۔

دفعہ:۲۱-خواتین رشتہ داروں کے حق حضانت کی ترتیب: بچے کی حضانت کی سب سے زیادہ حقدار ہے:-

(۱) پہلے مرحلے پر، ماں، خواہ:-

(i) بچے کے باپ کے نکاح میں ہو۔ یا

(ii) طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہو۔ یا

(iii) کسی بھی وجہ سے زوجیت سے خارج ہو گئی ہو۔

شرط یہ ہے کہ حضانت کی اہلیت رکھتی ہو، یعنی:-

(اے) مرتدہ نہ ہوئی ہو۔

(بی) ایسے فسق و فجور کی مرتکب نہ ہو جس کی وجہ سے بچے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو، جیسے بدکاری کرنا، گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرنا وغیرہ۔

(سی) اکثر وقت گھر سے باہر رہنے کی وجہ سے بچے کی پرورش نہ کرپاتی ہو۔

Scanned with CamScanner

(ڈی) حضانت سے انکار نہ کیا ہو۔

(ای) کسی اجنبی سے نکاح نہ کرلیا ہو۔

(۲) دوسرے مرحلہ پر، نانی، پھر پرنانی، پھر دادی، پھر پردادی۔

(۳) تیسرے مرحلہ پر، حقیقی بہن، پھر ماں شریک بہن، پھر باپ شریک بہن۔

(۴) چوتھے مرحلہ پر، سگی خالہ، پھر ماں شریک خالہ، پھر باپ شریک خالہ۔

(۵) پانچویں مرحلے پر، بھانجیاں، پھر بھتیجیاں۔

(۶) چھٹے مرحلے پر، بچے کی پھوپھی، پھر والد کی پھوپھی۔

(۷) ساتویں مرحلے پر، میراث کی ترتیب سے عصبات۔

دفعہ:۲۲-مرد رشتہ داروں کے حق حضانت کی ترتیب: اگر مذکورہ بالا رشتہ دار خواتین میں سے کوئی بھی خاتون موجود نہ ہو، تو بچے کے حق حضانت کی ذمہ داری وارثت میں حصہ پانے والے مرد عصبہ محارم کی طرف حسب ذیل ترتیب سے منتقل ہو جائیگی:-

(۱) والد پھر دادا، اوپر تک۔

(۲) بھائی، بھتیجے، نیچے تک۔

(۳) چچا، چچازاد بھائی۔

شرط یہ ہیکہ:-

مشتہاۃ بچی غیر محرم وارث مرد، جیسے: چچازاد بھائی، کی حضانت میں نہیں دی جائیگی۔

دفعہ:۲۳-غیر عصبہ مرد رشتہ داروں کی حضانت کی ترتیب: اگر بچے کا مردوں میں سے کوئی عصبہ رشتہ دار نہ ہو، تو حسب ذیل ترتیب سے ذوی الارحام رشتہ داروں کی طرف حق حضانت کی ذمہ داری منتقل ہو جائیگی:-

۱. ماں شریک بھائی، پھر ماں شریک بھائی کا بیٹا۔

۲. ماں شریک چچا۔

۳. سگا ماموں، پھر ماں شریک ماموں۔

دفعہ:۲۴- اگر ایک سے زاید خاتون یا مرد رشتہ دار بچے کی حضانت کے برابر کے حقدار ہوں، جیسے، دو خالائیں، یا دو چچا، تو جو زیادہ دیندار اور صاحب کردار ہو، اس کا حق مقدم ہوگا، پھر جو زیادہ عمر والا ہو، شرط یہ ہیکہ:-

Scanned with CamScanner

(۱) کوئی بے دین، معتوہ یا غیر محرم نہ ہو۔

(۲) جو عدالت کی رائے میں بچے کے حق میں زیادہ بہتر اور مفید ہو۔

دفعہ:۲۵-حضانت کی مدت:

۱) بچے کی مدت حضانت سات سال ہے۔

۲) بچی کی مدت حضانت بلوغ کی عمر تک ہے۔

۳) مجنون اور معتوہ بچوں کی مدت حضانت شفایابی کی عمر تک ہے۔

دفعہ:۲۶-مدت حضانت میں بچے کی تحویل:- حضانت کی مدت میں تحویل میں دینے کے لیے بچے / بچی کی رضامندی معلوم نہیں کی جائیگی بلکہ :-

(۱) بچہ / بچی حاضنہ یا حاضن، جیسے بھی صورت ہو، کے پاس رہیگا۔

(۲) مدت حضانت کے اختتام پر بچے کو ولی ذات(Guardian of person)(والد یا دادا) کے حوالہ کیا جائیگا۔

دفعہ:۲۷-حضانت کنندہ پر بچوں کے حقوق: حضانت کنندہ پر بچوں کا حق ہے کہ وہ:-

(۱) بچے کی جسمانی پرورش و نشوونما کرے، جس میں شامل ہے، لیکن ان تک محدود نہیں:

(i) مدت رضاعت میں رضاعت کا مناسب انتظام و انصرام کرنا۔

(ii) مدت رضاعت کے بعد مناسب غذا کا انتظام کرنا۔

(iii) گرمی سردی سے بچانے کا مناسب انتظام کرنا۔

(iv) مناسب لباس مہیا کرنا۔

(v) کپڑے دھونا اور صاف کپڑے پہنانا۔

(vi) بروقت سلانا جگانا۔

(vii) بچے کو نہلانا، اور بول و براز سے صاف کرنا۔

(viii) بیماریوں سے بچاؤ کے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا۔

(ix) بچے کے علاج معالجہ کا اہتمام کرنا۔

(x) جسمانی تکالیف کا مداویٰ کرنا وغیرہ۔

(۲) بچے کی دینی، اخلاقی و تربیتی پرورش و نشوونما کرے، یعنی:-

Scanned with CamScanner

(اے) پیدائش کے فوراً بعد بچے کو اسلامی شناخت دے، جس میں شامل ہے:-

(i) پیدائش کے بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہنا۔

(ii) تحنیک کرنا۔

(iii) سر کے بالوں کی صفائی اور بالوں کے بقدر صدقہ کرنا۔

(iv) مناسب وقت پر ختنہ کرنا۔

(v) ساتویں دن تک اچھا اسلامی نام رکھنا۔

(vi) مسنون طریقے سے عقیقہ کرنا۔

(بی) گود میں ہونے کی عمر ہی سے مناسب تعلیم و تربیت کا آغاز کرے، جس میں شامل ہے:-

(i) بچے کو گھر کے ماحول میں رکھا جائے، بالخصوص ماں، دادی، نانی، بہن بھائیوں وغیرہ سے الگ تھلگ کر کے اجنبی مردوں اور خواتین کی پرورش میں نہ دیا جائے۔

(ii) زبان کھلنے لگے، تو سب سے پہلے کلمہ طیبہ سکھایا جائے۔

(iii) اشیاء کے نام سکھائے جائیں، اور اچھی بری چیزوں، باتوں میں تمیز سکھائی جائے۔

(iv) جسمانی اور اخلاقی لحاظ سے مفید ماحول، اشیاء اور آلات فراہم کیے جائے۔

(v) جسمانی اور اخلاقی لحاظ سے مضر ماحول، اشیاء اور آلات سے بچایا جائے۔

(سی) شعور پیدا ہونے پر معاشرت کے اسلامی آداب کی عملی تربیت کا آغاز کرے، جس میں شامل ہیں:-

(i) کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ملاقات، گھر میں داخل ہونے اور نکلنے، واش روم میں داخل ہونے اور نکلنے، لباس پہننے اتارنے، بات چیت کرنے، بڑوں کی تعظیم واحترام وغیرہ کے اسلامی آداب اور طور طریقوں کی تربیت و تعلیم۔

(ii) رشتوں کی پہچان، رشتے داروں کا تعارف، رشتوں داروں کے احترام و تعظیم، صلہ رحمی کی تعلیم، مہمانوں کے آداب سے واقفیت۔

(iii) مقدس اشیاء شخصیات، مقامات اور اعمال سے تعارف کا آغاز۔

(iv) سات سال کی عمر تک پہنچنے پر عبادات، بالخصوص نماز پڑھنے کی تلقین، اور دس برس کی عمر تک پہنچنے پر منکرات کے ارتکاب اور مامورات میں کوتاہی، بالخصوص نماز پڑھنے میں کوتاہی پر سرزنش۔

(v) دس برس کی عمر تک پہنچنے پر بچوں کا بچھونا الگ کرنا۔

Scanned with CamScanner

(ڈی) پانچ سال کی عمر تک پہنچ جائے، تو تعلیم کے لیے رسمی تعلیم گاہ میں داخل کرا دے۔ اور دفعہ ۳۸ تا ۴۲ کے احکام کے تابع ۱۶ سال کی عمر تک تعلیم دلوائے۔

Scanned with CamScanner

۵۹۰

حصہ پنجم : بچوں کی تربیت

دفعہ:۲۸-والدین پر تربیت کا وجوب: شرعی نصوص کی رو سے اولاد کی تربیت کی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے۔

دفعہ ۲۹-تربیت اولاد کا مفہوم: تربیت کے اجزاء ترکیبی: تربیت کے تین بنیادی اجزاء ہیں:-

(۱) مناسب نگہداشت و تربیت

(۲) انفرادی و اجتماعی طور پر دینی و دنیوی ذمہ داریوں کے متعلق تعلیم

(۳) درست شخصیت کی تعمیر

دفعہ:۳۰-والدین کے بعد تربیت کی ذمہ داری: والدین نہ ہوں، تو بچوں کی تربیت کی ذمہ داری اوصیاء یا قریبی اولیاء یا جن کے زیر کفالت یا زیر تحفظ بچہ ہو، ان پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو یہ ذمہ داری مسلمان معاشرہ اور اسلامی ریاست کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

دفعہ:۳۱-پرورش اور پرداخت کا حق: ایک اچھی اور صاف فضا اور مناسب ماحول میں پرورش بچے کا حق ہے۔ بچے کی پرورش کا اولین حق سگی ماں کو ہے اور پھر شرعی ترتیب کے مطابق ماں کی قریب ترین عزیزہ کو اور اگر وہ نہ ہو، تو والد کی قریب ترین عزیزہ کو۔

دفعہ:۳۲-بچوں کے عقیدہ اور جان ومال وغیرہ کا حق: بچوں کے عقائد واخلاق میں رخنہ اندازی، ان کے جان ومال یا جسم وعقل پر زیادتی متعلقہ قوانین کے تحت جرم تصور کیا جائے گا۔

دفعہ:۳۳-غفلت برتنے والے والدین کا حکم: بچوں کی نگہداشت، تعلیم اور تربیت کے حق کی ادائیگی میں والدین اور سرپرستوں کی جانب سے ایسی کوتاہی، جس کی وجہ سے بچوں کا حق ضائع ہو اور وہ بے راہ روی کا شکار ہو جائیں، جرم تصور ہوگی۔

دفعہ:۳۴-نفقہ کا حق: بچے کا اپنا مال نہ ہو تو اس کے مصارف واخراجات باپ پر واجب ہیں۔ اگر باپ نہ ہو تو قریبی رشتہ داروں پر ان کے وراثتی حصص کے مطابق مصارف لازم ہوں گے۔ بصورت دیگر بچوں کے مصارف واخراجات کا انتظام کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔

دفعہ:۳۵-حلال کی فراہمی: بچے کا حق ہے کہ اس کے لیے دفعہ ۳۴ کے احکام کے تابع حلال ذرائع سے غذا، لباس، رہائش اور دیگر ضروریات کا بندوبست کیا جائے۔

دفعہ:۳۶-حضانت کے بعد کفالت کا حق: مدت حضانت کی تکمیل کے بعد بچے کا حق ہے، کہ ولی اس کو اپنی کفالت میں لے، تاوقتیکہ عدالت اس حوالے سے کوئی اور فیصلہ صادر کرے۔

دفعہ:۳۷-عبادات کی تعلیم وتلقین: معاشرہ میں بہتر انسان کا کردار ادا کرنے کے لیے، بچہ کا حق ہے کہ زبان کھلنے لگے تو:-

(۱) سب سے پہلے کلمہ طیبہ سکھایا جائے۔

(۲) شعور پیدا ہونے پر اسلامی آداب سے واقف کرایا جائے اور بری صحبت اور ماحول سے انہیں بچایا جائے۔

(۳) سات سال کی عمر ہونے پر نماز کی تلقین کی جائے اور دس برس کا ہو جائے تو نماز میں کوتاہی پر سرزنش کی جائے۔

Scanned with CamScanner

(۴) دس برس کی عمر تک پہنچنے کے بعد بچوں کا بچھونا الگ کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

-61-

حصہ ششم: بچوں کی رسمی تعلیم

دفعہ:۳۸-بچوں کا حق تعلیم:-دینی و دنیاوی زیور تعلیم سے آراستہ ہونا ہر بچے کا بنیادی حق ہے۔ بچوں کو اپنے اس بنیادی حق سے محروم کرنا، اور محروم کرنے کا باعث بننا جرم ہے۔ اس لیے:-

۱) ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام بچوں کے لیے بالعموم اور لاوارث، بے سہارا، یتیم بچوں، نیز عاجز ولاچار والدین کے بچوں کے لیے بالخصوص سولہ سال کی عمر تک مفت تعلیم کے لیے ضروریات، سہولتیں وانتظامات فراہم کرے۔

۲) والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ بنیادی تعلیم کے حصول کی غرض سے بچوں کو ہر قسم کی ذمہ داریوں اور مشاغل سے فارغ رکھیں۔

۳) والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ پانچ سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد بچے کو تعلیم گاہ میں داخل کردے اور سولہ سال کی عمر تک تعلیم دلوائیں۔

دفعہ:۳۹-بچوں کا حق نصاب تعلیم: پاکستانی ہونے کی حیثیت سے بچوں کا حق ہے کہ میٹرک کی سطح تک ان کی بنیادی تعلیم چار اجزاء ترکیبی پر استوار ہو:-

(۱) مذہبی تعلیم، جس میں شامل ہو:-

(i) قرآن مجید کا ناظرہ۔

(ii) حقوق العباد کے تصور پر مشتمل مکمل اسلامی معاشرتی آداب۔

(iii) حقوق اللہ کے تصور پر مشتمل اسلامی عبادات کی علمی و عملی تعلیم۔

(iv) غیر مسلم بچوں کے لیے اپنی شرائع کی تعلیمات پر مشتمل مذہبی تعلیم۔

(۲) پاکستانیت کی تعلیم، جس میں شامل ہو:-

(i) تحریک پاکستان کی تاریخ واحوال اور پس منظر۔

(ii) قیام پاکستان سے لے کر اب تک کے مملکت پاکستان کی تاریخ۔

(iii) مملکت پاکستان کو ترقی یافتہ اقوام میں کھڑا کرنے کے مواقع وامکانات۔

(۳) مختلف علوم وفنون کی ابتدائی بنیادی تعلیم، جس میں شامل ہو:-

(i) رائج الوقت قومی و بین الاقوامی زبانوں کی تعلیم۔

(ii) معاشرتی علوم / آرٹس کے مضامین کی ابتدائی تعلیم۔

Scanned with CamScanner

(iii) سائنسی علوم کی ابتدائی تعلیم۔

(۴) ملکی دفاع سے متعلق علوم وجسمانی ریاضتیں، جس میں شامل ہو:۔

(i) مملکت کے نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے دفاع کی اہمیت، نظری پہلو سے۔

(ii) مختلف کھیلوں پر مشتمل جسمانی ریاضتوں کی عملی تعلیم:۔

(الف) لڑکوں کے لیے ان کے جسمانی ساخت، مذہبی تعلیمات اور معاشرتی حیثیت کے مطابق۔

(ب) لڑکیوں کے لیے ان کے جسمانی ساخت، مذہبی تعلیمات اور معاشرتی حیثیت کے مطابق۔

(iii) دفاع سے متعلق ابتدائی مہارتوں کی تعلیم

دفعہ:۴۰۔تعلیم گاہوں میں بچوں کا آزادی مذہب کا حق:۔ بچوں کا حق ہے کہ ان کو اپنے مذہبی عقائد، مذہبی تعلیمات اور معاشرتی اقدار اور روایات کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہو، لہذا لازم ہے کہ تعلیم گاہوں میں بچوں کو:۔

(۱) اپنے مذہبی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی آزادی ہو۔

(۲) مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہ کیا جائے اگر ایسی تعلیم، تقریب یا عبادت کا تعلق ان کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب سے ہو۔

(۳) کسی ایسے مضمون پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے جو ان کے مذہبی تعلیمات کے خلاف ہو۔

(۴) کسی ایسی سرگرمی میں حصہ لینے یا ایسے قواعد وضوابط پر عمل کرنے پر مجبور نہ کیا جائے، جو بچوں کے مذہبی تعلیمات یا مذہبی تعلیمات پر مبنی روایات واقدار کے منافی ہو۔ جس میں شامل ہیں، لیکن ان تک محدود نہیں:۔

(i) سکارف یا دوپٹہ اتارنا

(ii) نیم برہنہ لباس یا یونیفارم پہننا

(iii) ناچ گانا سیکھنا

(iv) مراہق اور بالغ بچیوں کا مخلوط تیراکی سیکھنا

(v) مراھقہ اور بالغ بچیوں کا نامحرم سے ہاتھ ملانا

(vi) مراہق بچوں اور بچیوں کی مخلوط کلاسیں لگانا

Scanned with CamScanner

63-

(vii) محرم کے بغیر مراہقہ اور بالغ بچیوں کو ٹور پر لے جانا

(viii) خطرناک کھیل سیکھنا، جیسے باکسنگ، کبڈی، کشتی، لانگ یا ہائی جمپ وغیرہ۔

(ix) نیم برہنہ لباس یا یونیفارم پہن کر کھیلنا

(x) بچیوں کا مردوں کے سامنے کھیلنا وغیرہ

دفعہ:۴۱-ابتدائی تعلیم کے بعد میدان عمل اختیار کرنے کی آزادی: بچوں کا حق ہے کہ میٹرک کے بعد ان کو مزید دینی یا دنیوی تعلیم جاری رکھنے، ملازمت کرنے، تجارت و کاروبار کرنے یا کوئی بھی جائز پیشہ اختیار کرنے کی آزادی ہو۔

دفعہ:۴۲-والدین اور ریاست کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ متذکرہ بالا دفعہ میں دیے گئے حق آزادی اختیار کے ہر لحاظ سے استعمال کے لیے آزاد اور مناسب ماحول، سہولیات اور مواقع فراہم کرے۔

Scanned with CamScanner

حصہ ہفتم: بچوں کی ترغیب وترہیب، مواقع اور احکام

دفعہ:۴۳-ترغیب وترھیب کے مواقع: تربیت سے متعلق مقاصد کے حصول کے لیے والدین کی ذمہ داری ہے کہ:-

(۱) پہلے مرحلہ میں بچوں کی تادیب کے لیے پیار کے انداز میں ترغیب سے کام لیں۔

(۲) جب ترغیب سے کام نہ بنے تو دوسرے مرحلہ میں زجر وتوبیخ سے کام لیں، اگر:-

(i) بچہ غیر شرعی، غیر اخلاقی عادات کا مرتکب ہو۔

(ii) تعلیم میں سستی اور غفلت برتتا ہو یا

(iii) بری عادات کا شکار ہو یا غلط صحبت میں بیٹھتا ہو وغیرہ۔

دفعہ:۴۴-سات سال کی عمر تک کے بچوں کی سزا کی ممانعت:

(۱) پیدائش سے سات سال کی عمر تک کے بچے کو کسی قسم کی سزا دینا جائز نہیں خواہ:-

(i) جسمانی سزا ہو، یا غیر جسمانی۔

(ii) سزا دینے والا بچے کے اصول میں سے ہو، یا کوئی رشتہ دار ہو یا وصی ہو یا معلم واستاد ہو، یا کوئی اجنبی ہو۔

(۲) جس نے بھی سات سال تک کی عمر کے بچوں کو سزا دی، تو اگر:-

(i) سزا موجب تعزیر ہو، تو سزا دینے والا مستوجب تعزیر ہو گا۔

(ii) سزا میں عمد شامل ہو اور موجب قصاص ہو، تو سزا دینے والا مستوجب قصاس ہو گا الا یہ کہ

(الف) سزا دینے والا بچے کے اصول میں سے ہو یا

(ب) سزا دینے والا معلم واستاد ہو، اور مجاز فرد کی اجازت سے بچے کو سزا دی ہو، تو مستوجب دیت وکفارہ ہو گا۔

(ج) سزا دینے والا معلم واستاد ہو، لیکن اس کو مجاز فرد کی طرف سے سزا کی اجازت نہ ہو، تو مستوجب قصاص ہو گا۔

(۳) سزا میں عمد شامل نہ ہو خطاء ہو اور موجب دیت وکفارہ ہو، تو سزا دینے والا مستوجب دیت وکفارہ ہو گا۔

دفعہ:۴۵-سات سال سے دس سال تک کے بچوں کی تادیب:-

سات سال سے دس سال کی عمر تک کے بچے کی تادیب جائز ہے، شرط یہ ہے کہ:

(i) تادیب میں کسی قسم کی جسمانی سزا نہ ہو۔

(ii) تادیب کرنے والا بچے کے اصول میں سے کوئی ہو، وصی ہو یا والد، دادا، وصی یا قاضی (عدالت) کی طرف سے مقرر کردہ قیم (نگران) ہو۔

(iii) تادیب کرنے والا استاد یا معلم ہو، لیکن اس کو والد، دادا یا وصی نے تادیب کی صریحی یا معنوی اجازت دی ہو۔

Scanned with CamScanner

دفعہ :۴۶-سات سال تادس سال تک کی عمر کے بچے کی جسمانی سزا پر مشتمل تادیب:-

(۱) سات سال سے دس سال تک کی عمر کے بچوں کو جسمانی سزا پر مشتمل تادیب ممنوع ہے:-

(i) سزا جیسی بھی ہو، خفیف ہو یا شدید۔

(ii) سزا دینے والا کوئی بھی ہو، اصول میں سے کوئی ہو، وصی ہو، معلم واستاد ہو، یا اجنبی ہو۔

(۲) جس نے سات سال تادس سال تک کی عمر کے بچے کی جسمانی سزا پر مشتمل تادیب کی، تو اگر:-

(i) سزا میں عمد شامل ہو اور وہ سزا موجب تعزیر ہو، تو سزا دینے والا مستوجب تعزیر ہو گا، سزا دینے والا کوئی بھی ہو۔

(ii) سزا میں عمد شامل ہو، اور سزا سے بچہ مر گیا، تو قتل عمد شمار ہو گا، الا یہ کہ:-

(الف) سزا دینے والا اصول میں سے کوئی ہو۔ یا

(ب) سزا دینے والا معلم واستاد ہو اور سزا والدین اور اولیاء کی اجازت سے دی ہو، اور سزا تادیب کے لیے دی ہو۔ تو قتل خطاء شمار ہو گا۔

(iii) سزا میں عمد شامل نہ ہو، اور بچہ مر گیا، تو قتل خطاء شمار ہو گا، سزا دینے والا کوئی بھی ہو۔

(iv) سزا میں عمد شامل ہو، بچے کو ضرر لاحق ہوا جس میں شامل ہے:-

(۱) اتلاف عضو (۲) اتلاف صلاحیت عضو (۳) شجہ (۴) جرح، جائفہ ہو، یا غیر جائفہ (۵) دیگر جملہ اقسام ضرر، تو اس قسم کی جسمانی سزا موجب قصاص ہو گی، الا یہ کہ:-

(الف) سزا دینے والا اصول میں سے کوئی ہو۔ یا

(ب) سزا دینے والا معلم واستاد ہو اور والدین یا اولیاء کی اجازت سے سزا دی ہو اور سزا تادیب کے لیے دی ہو۔ تو اس قسم کی جسمانی سزا فعل خطاء شمار ہو گی، اور موجب دیت و کفارہ ہو گی۔

(۳) اور اگر سزا میں عمد شامل نہ ہو، اور بچہ کو ضرر لاحق ہو گیا، تو اس قسم کی جسمانی سزا فعل خطاء شمار ہو گی، سزا دینے والا کوئی بھی ہو۔

دفعہ :۴۷-دس سال کی عمر کے بعد کے نابالغ بچوں کی تادیب: دس سال کی عمر کے بعد نابالغ بچوں کی تادیب جائز ہے، تادیب جسمانی ہو، یا غیر جسمانی مگر شرط یہ ہیکہ:-

(۱) تادیب کرنے والا والد یا اس کا وصی، دادا یا اس کا وصی ہو۔

(۲) والد، دادا اور ان کے وصی موجود نہ ہونے کی صورت میں قاضی (عدالت) کی طرف سے مقرر کردہ قیم (نگران)

Scanned with CamScanner

(۳) تادیب کرنے والا معلم واستاد ہو، لیکن ان کو والدین یا کسی مجاز فرد کی طرف سے تادیب کے لیے صریحی یا معنوی اجازت ملی ہو۔

وضاحت: تادیب کے لئے حدود وقیود:

(i) تادیب کا اختیار والد یا اس کے وصی، دادا یا اس کے وصی، ولی، معلم، مربی کو ہے۔

(ii) بچہ کا والد موجود نہ ہو، یا ماں وصیہ ہو، یا بچہ کی کفالت کرتی ہو تو ماں کو تادیب کا اختیار ہے۔

(iii) والدین کی صریحی یا معنوی اجازت کے بغیر کسی کو نابالغ کو سزا دینے کا اختیار نہیں۔

(iv) اجنبی کو تادیب کے ضمن میں ضرب کا حق حاصل نہیں۔

(v) جسمانی تادیب کو لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے، بلکہ تدریجی مراحل کو ملحوظ رکھا جائے۔

(vi) جسمانی تادیب اس وقت کی جائے، جب ظن غالب ہو کہ اس سے فائدہ ہوگا۔

(vii) جسمانی تادیب کسی واقعی فعل کے ارتکاب پر دی جائے محض اندیشہ کی وجہ سے جسمانی تادیب جائز نہیں۔

(viii) نیت تادیب کی ہو۔

(ix) جسمانی تادیب کی غرض نابالغ کی فلاح وبہبود ہو، انتقامی جذبات کار فرمانہ ہوں۔

(x) دوران تادیب کوئی ایسا نامناسب کلمہ استعمال نہ کیا جائے، جس سے بچہ کی عزت نفس مجروح ہو۔

(xi) بچہ کی عمر، جسمانی ساخت اور ماحول کے مطابق جسمانی تادیب کی جائے۔

(xii) شدید غصہ یا جذبات کی بے اعتدالی کے وقت جسمانی تادیب سے احتراز کیا جائے۔

(xiii) جسمانی تادیب اپنے ہاتھ سے ہو، اولاد کو اپنی دیگر اولاد سے اور طالب علم کو اپنے ہم جماعت سے جسمانی تادیب نہ کرائی جائے۔

(xiv) جسمانی تادیب ایسی ہو جسے عرف میں تادیب شمار کیا جاتا ہو۔

(xv) جسمانی تادیب میں بطورِ خاص نازک اعضاء اور چہرے کی حفاظت کی جائے۔

(xvi) جسمانی تادیب مقدار اور کیفیت کے اعتبار سے اتنی شدید نہ ہو، جس کی وجہ سے جسم پر کوئی نشان یا چوٹ لگ جائے۔

دفعہ:۴۸-دس سال کی عمر کے بعد نابالغ بچوں کی سزا کی ممانعت: دس سال کی عمر کے بعد کے نابالغ بچوں کو سزا دینا ممنوع ہے، سزا دینے والا مستوجب تعزیر، یا مستوجب قصاص یا مستوجب دیت وکفارہ ہوگا اگر:-

(۱) سزا میں تادیب کے حدود وقیود کو نظر انداز کیا جائے۔

(۲) ایسے اعضاء پر مارا جائے، جن پر مارنا جائز نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

(۳) تادیب کے حدود و قیود کے اندر رہ کر سزا دی جائے، لیکن اس سزا سے جان تلف ہو گئی یا ضرر لاحق ہو گیا۔

دفعہ: ۴۹-بلوغ کے بعد سزا کی ممانعت: بچوں کو بلوغ کی عمر تک پہنچنے کے بعد سزا دینا ممنوع ہے، سزا جسمانی ہو یا غیر جسمانی، تادیب کے حدود و قیود میں داخل ہو، یا خارج۔

دفعہ: ۵۰- ممنوع سزا دینے والی کی سزا: جس نے کسی بھی عمر کے بچوں / افراد کو متذکرہ بالا دفعات کی رو سے ممنوع جسمانی یا غیر جسمانی سزا سے دوچار کیا، تو اگر:-

(۱) وہ سزا موجب تعزیر ہو، تو وہ شخص مستوجب تعزیر ہو گا۔

(۲) وہ سزا موجب قصاص ہو، تو وہ شخص مستوجب قصاص ہو گا۔

(۳) وہ سزا موجب دیت و کفارہ ہو، تو وہ شخص مستوجب دیت و کفارہ ہو گا۔

دفعہ: ۵۱: عمد بحکم خطاء:

(۱) اصول (رشتہ داروں) کا فعل عمد اپنے بچوں کے حق میں فعل خطاء شمار ہو گا۔

(۲) معلم واستاد کا فعل عمد فعل خطاء شمار ہو گا، اگر وہ شرعی سرپرست کی صریحی یا معنوی اجازت سے بچوں کو سزا دے۔

دفعہ: ۵۲-ضرب پر تاوان: قانون ہذا کے تحت جن افراد کو تادیب کا اختیار حاصل ہے ان کی ضرب اگر شرعی حدود کے اندر ہو تو ان پر فوجداری مسئولیت عائد نہ ہو گی، البتہ اگر ان کی ضرب شرعی حدود سے متجاوز ہو تو پھر شریعت کے مطابق ان پر تاوان لازم ہو گا۔

Scanned with CamScanner

لقیط ولاوارث بچوں کے حقوق

دفعہ:۵۳: لقیط اور لاوارث بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری: ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ لاوارث بچوں کو اپنی تحویل میں لے، اور قانون ہذا کی دفعہ ۳۰ کے احکام کے تابع ان کی نگہداشت کرے، ان کی ضروریاتِ زندگی، صحت، تعلیم اور تربیت کا اہتمام کرے۔

دفعہ:۵۴: لقیط کو تحویل میں لینے کا حکم:

(۱) لاوارث گرے پڑے بچوں کو تحویل میں لینا افضل ہے، اگر ہلاک یا ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

(۲) لقیط کو اٹھانا اور تحویل میں لینا ضروری ہے، اگر ہلاک ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔

[فقہ جعفریہ کے مطابق اگر لقیط کی ماں، باپ، دادا مل جائیں تو ان کو بچے کی کفالت پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر لقیط کا کوئی نسبی رشتہ موجود نہ ہو تو ملتقط اس کی حضانت کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کوئی اور لقیط کو اس سے چھیننے کا حق نہیں رکھتا، مگر یہ کہ ملتقط شرعی طور پر اس ذمہ داری کو نبھانے کا اہل نہ ہو]۔

دفعہ ۵۵-لقیط کی مذہبی شناخت:

(۱) اگر لقیط مسلمانوں کے شہر، علاقے، محلے میں ملے، یا اس کے مسلمان بچہ ہونے کی کوئی واضح نشانی ہو، تو ایسا بچہ عقیدہ کے لحاظ سے مسلمان بچہ شمار ہوگا، ملتقط مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

(۲) اگر لقیط غیر مسلموں کی عبادت گاہ، بستی یا محلے سے ملے، یا غیر مسلم بچہ ہونے کی واضح نشانی ہو، تو ایسا بچہ عقیدہ کے لحاظ سے غیر مسلم بچہ شمار ہوگا، ملتقط مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

(۳) جو لقیط ایسی جگہ، شہر، محلے سے ملے جہاں مسلمان اور غیر مسلم دونوں رہائش پذیر ہوں، اور غیر مسلم بچہ ہونے کی کوئی واضح نشانی نہ ہو، تو ایسا بچہ مسلمان بچہ شمار ہوگا۔

[فقہ جعفریہ کے مطابق

۱- اگر لقیط دار اسلام سے ملا ہو تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

۲- اگر لقیط دار کفر سے ملا ہو لیکن وہاں پر مسلمان بھی بستے ہوں اور ایسے امکانات موجود ہوں کہ لقیط ان مسلمانوں میں سے کسی کی اولاد ہو تو ایسی صورت میں بھی وہ مسلمان سمجھا جائے گا]۔

دفعہ ۵۶: لقیط کا حق حریت: پاکستان کے دیگر شہریوں کی طرح لقیط آزاد انسان تصور ہوگا۔ لہذا:۔

(۱) لقیط کی خرید وفروخت جرم تصور ہوگی۔

(۲) کوئی فرد یا ادارہ لقیط کسی کو ھدیہ یا تحفہ وانعام کے طور پر نہیں دے گا۔

(۳) کوئی بھی فرد یا ادارہ لقیط کسی کو ھبہ نہیں کر سکے گا۔

Scanned with CamScanner

(۴) ناجائز مقاصد کے لیے لقیط کو ملک سے باہر منتقل نہیں کیا جائیگا، جس میں شامل ہے، لیکن ان تک محدود نہیں:

(i) اونٹوں کی دوڑ میں استعمال کرنا۔

(ii) بھیک مانگنا۔

(iii) منشیات وغیرہ کی سمگلنگ میں استعمال کرنا۔

(iv) جنسی مقاصد کے لئے استعمال کرنا۔

(v) پیوندکاری کے لیے ان کے اعضاء کو استعمال کرنا۔

دفعہ ۵۷-لقیط ولاوارث پر جاری ہونے والے احکام:

(۱) جو لقیط قانون ہذا کے تابع مسلمان بچہ شمار کیا جائے، تو اس پر قانون ہذا اور دیگر شرعی احکام کے تابع تمام شرعی احکام جاری ہوں گے۔

(۲) جو لقیط قانون ہذا کے تابع غیر مسلم شمار کیا جائے، تو اس پر غیر مسلموں کے اپنے اپنے مذہب کے احکام جاری ہوں گے۔

دفعہ ۵۸-لقیط کو تحویل میں لینے کی ذمہ داری:

(۱) ریاست کی ذمہ داری ہے، کہ لاوارث بچوں کو تحویل میں لے اور ان کی نگہداشت، ضروریات زندگی، صحت اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے۔ تاہم

(۲) جس شخص نے لقیط کو اٹھا کر تحویل میں لیا، تو دوسرے لوگوں کی نسبت سے شخص اس کی رکھوالی کا زیادہ حقدار ہے۔

(۳) لقیط کو اٹھا کر تحویل میں لینے والے کی رضامندی کے بغیر کوئی اور شخص اس کو اپنی تحویل میں نہیں رکھ سکتا۔ الا یہ کہ ملتقط حفاظت کی اہلیت نہ رکھتا ہو، یا اس سے لقیط کو شدید مضرت کا اندیشہ ہو۔

دفعہ :۵۹-لقیط کے نسب کا دعویٰ:

(۱) اکیلے اگر صرف ایک شخص لقیط کے نسب کا دعویٰ کرے، کہ میرا بیٹا ہے، تو اس کا دعویٰ بغیر کسی دلیل اور علامت پیش کرنے کے مانا جائیگا۔

(۲) اگر ایک سے زیادہ لوگ بشمول ملتقط لقیط کے نسب کا دعویٰ کریں، تو:-

(i) جو شخص دعویٰ نسب کے ثبوت میں شہادت پیش کردے گا، اسی سے لقیط کا نسب قائم ہو گا۔

Scanned with CamScanner

۳۔ اگر ملتقط کے علاوہ دو اشخاص لقیط کے نسب کا دعویٰ کریں اور کوئی فریق شہادت نہ گزار سکے تو جس کا دعویٰ مقدم ہو گا، اسی سے لقیط کے نسب ڈگری کیا جائے گا۔

۴۔ اگر ملتقط کے علاوہ دو اشخاص ایک ساتھ لقیط کے نسب کا دعویٰ کریں تو:۔

(i) جو فریق شہادت پیش کر دے گا، اسی سے لقیط کا نسب ثابت ہو گا اور

(ii) اگر مدعیان نسب شہادت پیش کرنے میں ناکام رہیں تو ظاہری علامت یا دیگر جدید قابل اعتماد وسائل کے ذریعے ثبوت نسب کا فیصلہ کیا جائیگا۔

۵۔ اگر لقیط کے نسب کی دعویٰ دار کوئی خاتون ہو تو اگر:۔

(i) ایک ہی عورت ہو اور وہ حقیقۃً یا حکماً کسی کے نکاح میں ہو اور شوہر اس کے دعویٰ کی تصدیق کر دے تو عورت اور اس کے شوہر دونوں سے لقیط کا نسب ثابت ہو گا۔

(ii) اگر عورت دعویٰ کرے اور شوہر اس کے دعویٰ کی تکذیب کرے اور عورت بچے کی ولادت پر ثبوت پیش کر دے یا دائی اس کے حق میں گواہی دے دے تو لقیط کا نسب عورت اور اس کے شوہر دونوں سے ثابت سمجھا جائے گا۔

(iii) اگر عورت حقیقی یا حکمی طور پر کسی کے نکاح میں نہ ہو تو جب تک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی نہ ہو اس وقت تک اس سے لقیط کا نسب ثابت نہ ہو گا۔

[فقہ جعفریہ کے مطابق اگر دو یا دو سے زیادہ مرد یا خواتین لقیط کے نسب کا دعویٰ کریں اور کسی کے پاس شرعی ثبوت موجود ہوں تو ایسی صورت میں قرعہ ڈالا جائے گا جس کے نام قرعہ نکلے لقیط کو اسی کے حوالے کیا جائے گا]

دفعہ: ۶۰-لقیط کا حق شہریت:

(۱) لقیط کو پاکستان کی شہریت کا حق حاصل ہو گا، اور اس کو پاکستانی شہری ہی سمجھا جائیگا۔

(۲) لقیط کو وہ تمام شہری حقوق حاصل ہونگے، جو کسی بھی پاکستانی شہری کو آئین پاکستان کے رو سے حاصل ہوتے ہیں۔

(۳) مملکت کے شہری ہونے کی حیثیت سے لقیط پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہونگیں، جو کسی بھی پاکستانی پر عائد ہوتی ہیں۔

دفعہ:۶۱-لقیط کے مالی اخراجات کی ذمہ داری:

(۱) لقیط کے پاس اپنا مال نہ ہو تو اس کے تمام مالی اخراجات کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہو گی۔

(۲) ملتقط اگر اپنی مرضی سے لقیط کی حضانت و پرورش پر ذاتی مال خرچ کرتا ہے، تو یہ احسان سمجھا جائیگا، اور ملتقط کو کسی سے اس مال کی واپسی کے مطالبہ کا حق نہیں ہو گا۔

Scanned with CamScanner

(۳) ملتقط عدالت کے حکم پر لقیط کی حضانت وپرورش پر مال خرچ کرے تو یہ لقیط کے ذمہ قرض ہو گا، اور ملتقط کو لقیط سے اس کے مطالبہ کا حق ہو گا، شرط یہ ہیکہ:-

ملتقط کی شرط پر عدالت صراحت کر دے کہ یہ اخراجات لقیط کے ذمہ قرض ہیں۔

(۴) اگر ملتقط اخراجات برداشت کرنے سے انکار کر دے، اور لقیط کو عدالت کے حوالہ کر دے۔ تو عدالت لقیط کسی اور کی کفالت میں دے، شرط یہ ہیکہ:

ملتقط ثبوت پیش کر دے کہ یہ لقیط ہے۔

دفعہ:۶۲-لقیط کا حق ملکیت اور لقیط کے پاس پائے گئے مال کا حکم:

(۱) لقیط کے پاس اگر مال بھی پایا جائے تو وہ لقیط کی ملکیت ہو گا، اور ملتقط کے پاس بطور امانت رہیگا، اور اس پر امانت کے احکام جاری ہونگے۔

(۲) لقیط کی حضانت وپرورش پر اٹھنے والے اخراجات اسی کے مال میں سے پورے کیے جائینگے۔

دفعہ:۶۳-لقیط کی میراث: ملتقط لقیط کے مال کا وارث نہیں ہو گا، اور نہ لقیط کا عاقلہ ہو گا۔

دفعہ:۶۴-لقیط کی ولایت:

(۱) ملتقط کو لقیط پر وہ ولایت واختیار حاصل نہیں ہو گا، جو کسی والد کو اولاد پر حاصل ہوتی ہے۔

(۲) ملتقط کو لقیط کے مال میں تصرف کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہو گا۔ الا یہ کہ دفعہ ۶۲ کی شق (۲) کے مطابق تصرف کرنا ضروری ہو۔

Scanned with CamScanner

حصہ نہم:- بچوں کا جنسی زیادتی سے تحفظ

دفعہ:۶۵- جنسی زیادتی سے بچوں کے تحفظ کا حق:- بچوں کا حق ہے، کہ ان کو ہر قسم کی جنسی زیادتی سے محفوظ رکھا جائے۔

دفعہ ۶۶- "جنسی زیادتی" کا مصداق: بچوں سے جنسی زیادتی کا ارتکاب کرنا جرم ہے، جس میں شامل ہیں، لیکن ان تک محدود نہیں:-

(۱) بچیوں سے زنا کا ارتکاب کرنا۔

(۲) بچوں، بچیوں سے بدکاری کا ارتکاب کرنا۔

(۳) زنا اور بدکاری کے دواعی کا ارتکاب کرنا۔

(۴) بچوں، بچیوں سے متعلق فحش نگاری و عریاں تصویر کشی۔

(۵) کسی نابالغ بچہ / بچی کی عصمت فروشی کے لیے خرید و فروخت۔

دفعہ:۶۷- جنسی زیادتی کی سزا:

(۱) نابالغ بچیوں سے جنسی زیادتی بصورت زنا کا مرتکب حد زنا کا مستوجب ہو گا یعنی:-

(i) مرتکب زنا کو رجم کیا جائیگا، اگر وہ محصن ہے۔

(ii) مرتکب زنا کو ~~۱۰۰~~ سو کوڑے لگائے جائیں گے، اگر وہ غیر محصن ہے۔ شرط یہ ہے کہ:-

الف (اے) زنا کا ثبوت چار مرد گواہوں کی شرعی گواہی کے ذریعے ہو، یا

ب (بی) زنا کا ثبوت مرتکب زنا کے اعتراف کے ذریعے ہو،

مزید شرط یہ ہے کہ ثبوت کے بعد حد زنا کی معافی کا اختیار کسی کو نہیں ہو گا۔

(۲) نابالغ بچیوں سے جنسی زیادتی بصورت زنا کا مرتکب تعزیری سزا کے طور پر سزائے موت یا عمر قید کا مستوجب ہو گا، شرط یہ ہے کہ:-

(i) زنا کا ثبوت چار مردوں کی شرعی گواہی کے ذریعے نہ ہو اور

(ii) زنا کا ثبوت مرتکب جرم کے اعتراف کے ذریعے نہ ہو اور

(iii) زنا کا ثبوت ان دو ذریعوں کے علاوہ کسی اور معتبر ذریعے سے ہو۔

Scanned with CamScanner

دفعہ ۶۸-بچوں سے بدکاری اور جنسی فعل کا جرم:- بچوں / بچیوں سے بدکاری (جرم خلاف وضع فطری) یا جنسی فعل کا ارتکاب موجب تعزیر جرم ہے، جیسا کہ اس (بدکاری) کی تشریح مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 377 [۶] میں کی گئی ہے، اور "جنسی فعل" کی تشریح فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ سال 2016ء کے مطابق تعزیرات پاکستان کی دفعہ 377(A) میں کی گئی ہے۔ [۷]

دفعہ ۶۹-بدکاری کی سزا:- جو کوئی بھی شخص کسی بچے کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کرے گا، تو وہ تعزیری سزا کے طور پر مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 377(B) کے تحت سزا کا مستوجب ہوگا۔ [۸]

دفعہ ۷۰-دواعی زنا و بدکاری کا جرم: بچوں / بچیوں کے ساتھ زنا و بدکاری کے دواعی کا ارتکاب موجب تعزیر جرم ہے، جس میں شامل ہے، لیکن ان تک محدود نہیں:-

(۱) بدکاری پر آمادہ کرنے کے لیے فحش یا جنسی کشش والا مواد، دستاویز، فلم، ویڈیو یا کمپیوٹر اور موبائل سے بنی کوئی شبیہ دکھانا، میسج کرنا، شیئر کرنا۔

(۲) بدکاری کے ارتکاب پر آمادہ کرنے کے لیے جنسی اعضاء پر پیار سے ہاتھ پھیرنا، سہلانا، چومنا، فحش حرکت کرنا۔

(۳) زور وزبردستی سے یا ترغیب دلا کر آمادگی سے ورغلا کر یا دباؤ ڈال کر یا مجبور کر کے بدکاری کے ارتکاب کی کوشش کرنا۔

---

[۶] ۔ دفعہ ۳۷۷۔ جرم خلاف وضع فطری: جو کوئی شخص کسی مرد یا عورت یا جانور سے بالارادہ شہوانی اختلاط خلاف وضع فطری کرے، اسے عمر قید یا دونوں قسموں میں کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی، جس کی معیاد کم از کم دو سال اور زیادہ سے زیادہ دس برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہے۔

[۷] ۔ 377(A) ۔ جنسی فعل: جو کوئی شخص کسی بھی شخص کو کام میں لائے، استعمال کرے، مجبور کرے، اکسائے، ترغیب دے، ورغلائے یا دھمکائے کہ وہ شامل ہو یا کسی بھی دوسرے شخص کی معاونت کرے کہ وہ کسی شخص جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو، کی رضامندی کے ساتھ یا بلا رضامندی، اس پر ہاتھ پھیرے، تھپکائے، چومے، ستر نمائی کرے، شہوت نظر کرے یا کوئی بھی مخرب اخلاق کام کرے یا جنسی طور پر غیر مبہم طرز عمل کرے یا مذکورہ طرز عمل کی بناوٹ خواہ آزادانہ طور پر یا دیگر افعال کے ساتھ مل کر کرے تو کہا جائے گا کہ اس نے جنسی فعل کا ارتکاب کیا۔

[۸] ۔ 377(B) سزا: جو کوئی جنسی فعل کے جرم کا ارتکاب کرے تو وہ کسی بھی قسم کی سات سال تک سزائے قید اور پانچ لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا سزاوار ہوگا۔"

Scanned with CamScanner

(۴) شرمگاہ کے علاوہ دیگر اعضاء کو آلہ تناسل کے ذریعے چھونا۔

دفعہ:۷۱-دوائی زناوبدکاری کے جرم کی سزا:- جو شخص بچے کے ساتھ دوائی زناوبدکاری کے جرم کا مرتکب ہو گا، تو اسے:-

(۱) قید کی سزادی جاسکتی ہے، جس کی مدت سات سال سے زیادہ نہ ہو، یا

(۲) جرمانے کی سزادی جاسکتی ہے۔ جو پانچ لاکھ سے زیادہ نہ ہو۔یا

(۳) دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

دفعہ ۷۲-فحش نگاری طفل:- فحش نگاری طفل جرم ہے، جیسا کہ اس کی تشریح فوجداری قانون (ترمیم) ایکٹ ۲۰۱۶ء کے مطابق مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ (292(B میں کی گئی ہے۔[9]

دفعہ ۷۳-فحش نگاری طفل کی سزا:- فحش نگاری طفل کے جرم کی سزا سات سال تک قید، سات لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں، جیسا کہ مذکورہ ترمیمی ایکٹ کے مطابق دفعہ (292(C میں بیان کی گئی ہے۔[10]

دفعہ:۷۴:عصمت فروشی کے لیے بچوں کی خرید وفروخت کی سزا: جو کوئی کسی بچہ / بچی کو عصمت فروشی، جنسی صحبت، ناجائز مباشرت، جسم فروشی، غیر قانونی جنسی اعمال اور فحاشی پر مبنی سرگرمیوں میں استعمال کے لیے یا یہ جانتے ہوئے کہ کسی بھی وقت بچہ / بچی کو متذکرہ بالا جرائم کے لیے استعمال کیا جائیگا:-

---

[9] ۔(292(B **فحش نگاری طفل:** (ا) جو کوئی شخص طفل کی رضامندی یا بلا رضامندی یا اس کے والدین یا سرپرست کی رضامندی یا بلا رضامندی، فحش یا غیر مبہم جنسی طرز عمل کی فوٹوگراف، فلم ویڈیو، تصویر، شبیہ یا خاکہ یا کمپیوٹر سے تخلیق کردہ نقش یا تصویر لیتا ہے یا لینے کی اجازت دیتا ہے، خواہ وہ الیکٹرانک یا مکینیکل یا دیگر ذرائع سے بنائی گئی ہو یا پیدا کی گئی ہو، جہاں،--------

(a) ایسی بصری خاکہ کشی کی تیاری میں کم سن لڑکا یا لڑکی کے استعمال کو عمل میں لایا گیا ہو جو فحش یا غیر مبہم جنسی طرز عمل میں مصروف ہوں؛

(b) ایسی بصری خاکہ کشی ڈیجیٹل نقش، کمپیوٹر کا نقش، یا کمپیوٹر سے تخلیق کردہ نقش ہو جو کسی کم سن سے (چاہے قابل شناخت ہو یا نہ ہو) فحش یا غیر مبہم جنسی طرز عمل میں مصروف دکھائی دے؛ یا

(c) ایسا بصری خاکہ جو تخلیق کیا گیا ہو، مطابق بنایا گیا ہو یا تغیر و تبدل کیا گیا ہو جس سے ایسی دکھائی دے کہ قابل شناخت کم سن فحش یا غیر مبہم طرز عمل میں مصروف ہے، تو اسے بچے کی فحش نگاری کے جرم کا مرتکب کہا جائے گا۔"

۲۔ کمپیوٹر ڈسک یا کسی بھی دیگر جدید طریقہ کار پر کسی بھی ڈیٹا کو محفوظ کرنے کی تیاری، اس کی تحویل یا تقسیم بھی اس دفعہ کے تحت جرم ہو گی۔

[10] ۔(292(C **فحش نگاری طفل کی بابت سزا:** جو کوئی بھی فحش نگاری طفل کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ ایسی میعاد کے لیے سزا جو سات سال تک ہو سکتی اور دو سال سے کم نہیں ہو گی یا جرمانہ جو سات لاکھ روپے تک ہو سکتا ہے اور دو لاکھ روپے سے کم نہیں ہو گا یا دونوں سزاؤں کا سزاوار ہو گا۔"

Scanned with CamScanner

(۱) فروخت کرتا ہے۔

(۲) اجرت پر دیتا ہے۔

(۳) حوالہ کرتا ہے۔

(۴) خریدتا ہے۔

(۵) اجرت پر لیتا ہے۔

(۶) قبضہ میں لیتا ہے۔

تو ایسے اشخاص تعزیری سزا کے طور پر سزائے قید، جس کی مدت دو سال سے کم اور دس سال سے زیادہ نہ ہو، اور کوڑوں کی سزا۔ جن کی تعداد ۲۰ سے کم اور ۵۰ سے زیادہ نہ ہو گا، کے مستوجب ہونگے۔

دفعہ:۷۵-بدکاری/زنا کے بعد بچوں/بچیوں کی موت: بدکاری یا زنا جیسی بھی صورت ہو، کے بعد جب بچے/بچی کی موت واقع ہو خواہ:-

(۱) بدکاری کے ارتکاب کے بعد جرم چھپانے کی غرض سے بچہ/بچی کو ارادۃً قتل کر دیا جائے یا

(۲) بغیر ارادہ قتل کے بدکاری کی وجہ سے بچہ/بچی کی موت واقع ہو تو:-

مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۰۰ کے احکام کے تابع یہ قتل عمد شمار ہو گا۔

دفعہ: ۷۶:-بدکاری/زنا کے بعد بچوں/بچیوں کی موت کی سزا: جو کوئی شخص متذکرہ بالا دفعہ کے تابع بچوں/بچیوں کی موت کا باعث بنے تو وہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۰۲ کے احکام کے تابع بطور قصاص قتل کا مستوجب ہو گا، یا بطور تعزیر موت یا عمر قید کی سزا کا مستوجب ہو گا۔

Scanned with CamScanner

حصہ دہم: ہنگامی حالات اور مسلح تصادم کی صورت میں بچوں کے حقوق

دفعہ ۷۷:-دفاعی ذمہ داریوں سے فارغ رکھنے کا بچوں کا حق:- بچوں کا حق ہے کہ ان کو ہر قسم کی ذمہ داریوں بشمول جنگی و دفاعی مہمات و ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیا جائے جس میں شامل ہیں، لیکن ان تک محدود نہیں:-

(۱) بچوں کو عسکری خدمات کے لیے فوج میں بھرتی نہ کیا جائے۔

(۲) بچوں کو سول خدمات کے لیے فوج میں بھرتی نہ کیا جائے۔

(۳) بچوں کو سول اداروں میں بھرتی نہ کیا جائے۔

(۴) ہنگامی صورت حال میں عارضی طور پر بچوں کو فوجی خدمات سرانجام دینے کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔

(۵) بچوں کو فوجی تربیت لینے پر مجبور نہ کیا جائے۔

دفعہ ۷۸:-والدین کی گود و تربیت میں رہنے کا حق: بچوں کا حق ہے کہ ان کو ہر قسم کے ہنگامی، جنگی اور نارمل حالات میں اپنے والدین اور شرعی سرپرستوں کی گود میں اور ان کے زیر تربیت رہنے دیا جائے، اور والدین اور شرعی سرپرستوں سے الگ نہ کر دیا جائے، اور نہ الگ ہونے کا باعث بنا جائے، جس میں شامل ہیں، لیکن ان تک محدود نہیں:-

(۱) والدین کو کسی فوجی غیر فوجی خدمت سرانجام دینے کے لیے بچوں سے علیحدہ ہونے پر مجبور نہ کیا جائے، اگر بچوں کی تربیت کے لیے متبادل شرعی سرپرستی کا نظام نہ ہو۔

(۲) والدین کو کسی ایسی صورت حال سے دوچار نہ کیا جائے، جس میں ان کو شرعی سرپرستی کے متبادل نظام کے بغیر بچوں سے جدا ہونا پڑے۔

(۳) اگر والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک طویل عرصے کے لیے قید ہو جائے، تو بچوں سے ملاقات اور بچوں کی سرپرستی و تربیت کرنے کے لیے ان کو قانونی مواقع فراہم کیے جائیں۔

(۴) جان کی حفاظت یا حکومتی پالیسی کی وجہ سے جہاں والدین کے لیے گھر بار، علاقہ یا ملک چھوڑنے کی مجبوری ہو، تو بچوں کو ساتھ رکھنے کی قانونی مدد و سہولت مہیا کی جائے۔

دفعہ ۷۹:-حالت جنگ میں بچوں کے تحفظ جان کا حق: بچوں کا حق ہے کہ جنگی حالات میں ان کو تحفظ فراہم کیا جائے، بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کو قتل نہ کیا جائے، جس میں شامل ہیں، لیکن ان تک محدود نہیں:-

(۱) بچوں کو بلاواسطہ یا بالواسطہ محاذ جنگ جانے پر مجبور نہ کیا جائے۔

(۲) ایسے مقامات کو محاذ جنگ نہ بنایا جائے، جہاں بچوں کے قتل ہونے کا اندیشہ ہو۔

Scanned with CamScanner

(۳) دشمن کے بچوں کو نہ مارا جائے، بلکہ دشمن کے بچوں کے مارنے کو جنگی جرائم میں شمار کیا جائے۔

(۴) اگر دشمن بچوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کرے تو جنگی کارروائیاں ترک کر دی جائیں الا یہ کہ:-
شکست کھانے، نا قابل تلافی نقصان پہنچنے اور دشمن کے غالب آنے کا خطرہ ہو، تو اپنے دفاع کی نیت سے جنگی کارروائیاں جاری رکھی جائیں۔

(۵) دوران جنگ بچوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کرنے کو جنگی جرائم کی فہرست میں شامل کر دیا جائے۔

(٦) بچے اگر والدین کے ساتھ یا والدین کے بغیر جنگی قیدی بن جائیں، تو ان کو قتل نہ کیا جائے، اور ان کے قتل کو جنگی جرائم میں شمار کیا جائے۔

(۷) بچے اگر والدین کے ساتھ یا والدین کے بغیر جنگی قیدی بن جائیں، تو ان کو آزادی دلا دی جائے اور ان کو وہ تمام حقوق فراہم کیے جائیں، جو بشمول اس قانون کے ملکی و بین الاقوامی قوانین میں ان کو دیے گئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حصہ یازدھم: بچوں کا اغواء اور چوری

دفعہ:۸۰- بچے کو غصب کرنا، چھیننا، ہسپتال سے چوری کر کے لیجانا، اغواء کرنا وغیرہ:

(۱) بچہ اتنا بڑا ہو کہ اپنی حفاظت خود کر سکے، یا اتنا بڑا نہ ہو، کہ اپنی حفاظت خود کر سکے، کو غصب کرنا، چھیننا، ہسپتال سے چوری کر کے لے جانا اور اغواء کرنا جرم ہے جس میں شامل ہے، لیکن ان تک محدود نہیں۔ اغواء برائے:-

(i) متبنیٰ یا لے پالک بنانا

(ii) قتل کرنا۔

(iii) ضرب شدید پہنچانا

(iv) پیوندکاری کی غرض سے اعضاء نکال کر فروخت کرنا۔

(v) غلام بنانا

(vi) شہوت رانی کے لیے استعمال کرنا یا کرانا،

(vii) جبری مشقت لینا،

(viii) تاوان وصول کرنا،

(ix) دہشت گردی کی کارروائی میں استعمال کرنا،

(x) دیگر کسی غیر شرعی غیر قانونی کام کے لیے استعمال کرنا وغیرہ۔

(۲) جو کسی بچہ / بچی کو جائز حضانت سے بلا قانونی اجازت ملک سے باہر منتقل کریگا تو یہ جرم شمار ہو گا، اور حکومت کی ذمہ داری ہو گی، کہ اس بچہ / بچی کے ملک کی اندر واپسی کو یقینی بنائے۔

(۳) جو کسی بچے کو ذیلی دفعہ (۱) و (۲) کے تابع غصب کرے، چھین لے، ہسپتال سے چوری کر کے لے جائے، اغواء کر لے، ملک سے باہر لے جائے تو اس کو تعزیری سزا کے طور پر سزائے موت، عمر قید یا ایسی مدت کی قید سخت دی جائیگی، جس کی میعاد چودہ برس تک اور سات برس سے کم نہ ہو گی، جیسا کہ پی پی سی کی دفعہ: ۳۶۴ (اے) میں مذکور'' ہے۔

۱۳۔ **دفعہ ۳۶۴ (اے) کا متن:-**

دفعہ:۳۶۴(اے): [۱۴] سال سے کم عمر شخص کو لے بھاگنا یا بھگا لے جانا:

(Kidnapping or abducting a person under the age fourteen)

جو کوئی کسی ۱۴ برس سے کم عمر شخص کو لے بھاگے یا بھگا لے جائے اس لیے کہ وہ شخص قتل کیا جائے یا اسے ضرب شدید پہنچائی جائے یا غلام بنایا جائے یا کسی شخص کی شہوت رانی کے لیے استعمال کیا جائے یا اس کو اس طرح رکھا جائے کہ وہ قتل کیے جانے، ضرب شدید پہنچائے جانے، غلام بنائے جانے یا شہوت رانی کے استعمال ہونے کے خطرہ میں پڑ جائے، تو اسے سزائے موت یا عمر قید یا ایسی مدت کی قید سخت دی جائے گی جس کی میعاد چودہ برس تک اور سات برس سے کم نہ ہو گی۔

Scanned with CamScanner

حصہ دوازدہم: بچوں کی جان کو نقصان پہنچانا یا نقصان پہنچانے کا باعث بننا

دفعہ:۸۱-ترک رفاقت یا کفالت: ترک رفاقت یا ترک کفالت کرنے والے شخص کو مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۲۸ [۱۴] کے مطابق سزا دی جائے گی۔

دفعہ:۸۲-بچے کی حفاظت میں کوتاہی کی ذمہ داری:

(۱) جو بچہ اپنی حفاظت کر سکتا ہے اگر ایسے حادثے کا شکار ہو کر مر جائے جس سے بچنا ممکن ہو، تو والدین ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

(۲) جو بچہ اپنی حفاظت نہ کر سکتا ہو، اگر والدین کی غفلت مجرمانہ کے باعث ایسے حادثے کا شکار ہو کر مر جائے، جس سے بچنا ممکن ہو۔ مثلاً: پانی میں گر کر ڈوب جائے، چھت سے گرے، بجلی کا کرنٹ لگ جائے، والدین کے ہاتھ سے گر جائے وغیرہ، تو کفارہ لازم ہو گا:۔

(i) ماں باپ دونوں پر، اگر بچہ دونوں کی پرورش میں ہو۔

(ii) ماں باپ میں سے کسی ایک پر، اگر بچہ کسی ایک کی پرورش میں ہو۔

دفعہ:۸۳-غیر ارادی طور پر بچے کی موت کا سبب بننا: ولی کے علاوہ کوئی شخص بچے کو خطرناک کام میں لگانے، خطرناک جگہ تک پہنچنے یا چڑھنے یا خطرناک صورت حال سے دوچار کرنے وغیرہ کے ذریعے غیر ارادی طور پر کسی بچے کی موت کا باعث اور سبب بن جائے، تو ایسا شخص بچے کی موت کا ذمہ دار ہو گا اور اس پر قانون ہذا کی دفعہ ۸۵(۲) کے احکام کے تابع ضمان آئیگا۔

وضاحتی مثالیں:

(۱) بچے کو سواری (اونٹ، گھوڑے، موٹر سائیکل، گاڑی وغیرہ) پر بٹھائے، اور بچہ حادثے کا شکار ہو کر مر جائے۔

(۲) درخت پر چڑھنے اور پھل توڑنے کے لیے کہہ دے، اور بچہ گر کر مر جائے۔

(۳) بلڈنگ یا اونچی عمارت پر چڑھنے اور کام کرنے کے لیے کہہ دے، اور بچہ گر کر مر جائے۔

(۴) شدید گرمی یا شدید سردی میں اپنے کسی مشقت والے کام پر لگائے، اور گرمی یا سردی کی شدت سے بچہ مر جائے۔

دفعہ:۸۴-دودھ پیتے بچے کی موت بوجہ بھوک: اگر ماں دودھ پیتے بچے کو باپ کے پاس چھوڑ کر چلی جائے اور بچہ بھوک کی وجہ سے مر جائے تو اگر:۔

۱۴۔ پی پی سی کی دفعہ ۳۲۸ کا متن:
"دفعہ ۳۲۸-بارہ سال سے کم عمر کے بچے کو والدین یا نگہداشت کرنے والے شخص کا باہر ڈال دینا یا ترک رفاقت کرنا
(Exposure and abandonment of child under twelve years by parent or person having care of it)
جو کوئی بارہ سال سے کم عمر کے بچے کا باپ یا ماں ہو، یا ایسے بچے کی دیکھ بھال کرتا ہو، ایسے بچے کو اس ارادہ سے کسی ایسی جگہ ڈال دے یا چھوڑ دے کہ وہ ایسے بچے سے مکمل طور پر قطع تعلق کر لے تو اس کو کسی بھی قسم کی ایسی مدت کے لیے سزائے قید دی جائے گی جو سات سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں۔"

Scanned with CamScanner

(۱) بچہ کسی اور خاتون کا دودھ پیتا ہو، یا دودھ پلانے کا معقول متبادل انتظام ہو، لیکن باپ کی لاپرواہی کی بنا پر بچہ بھوک کی وجہ سے مر گیا، تو باپ ذمہ دار ہو گا۔

(۲) اگر بچہ کسی اور خاتون کا دودھ نہ پیتا ہو، اور دودھ پلانے کا معقول متبادل انتظام نہ ہو اور ماں اس بات کو جانتی ہو اور بچہ اس بنا پر بھوک سے مر گیا، تو ماں ذمہ دار ہو گی۔

(۳) ماں باپ میں سے جو بھی بچے کی موت کا ذمہ دار ہو گا، تو اس پر کفارہ لازم ہو گا۔

دفعہ: ۸۵- مغصوب اور مغوی بچے کی موت کی ذمہ داری:

(۱) جو بچہ غصب یا اغواء ہونے کے بعد موت کا شکار ہو جائے، تو غاصب و اغواء کار اس کی موت کا ذمہ دار ہو گا خواہ:-

(i) غاصب و اغواء کار نے مغصوب یا مغوی بچے کو مارا ہو، یا

(ii) غاصب و اغواء کار مغصوب کی موت کا باعث بنا ہو، یا

(iii) مغصوب یا مغوی بچہ ایسے حادثے کا شکار ہو کر مر گیا، جو غصب اور اغواء کی وجہ سے پیش آیا مثلاً:

(اے) بچے کو غصب یا اغواء کر کے بھگا کر لے جاتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہوا،

(بی) مغصوب یا مغوی بچے کو غاصب و اغواء کاروں سے چھڑانے کے لیے آخری حربے کے طور پر سیکورٹی فورسز نے فائرنگ کی اور بچہ مر گیا۔

(iv) غاصب و اغواء کار مغصوب و مغوی بچے کی موت میں بلاواسطہ یا بالواسطہ شریک نہ ہوں، لیکن:-

(اے) مغصوب و مغوی بچہ ایسے سبب سے مر گیا، جس سے بچنا ممکن تھا۔ مثلاً: بچے کو جس مکان میں رکھا، وہاں آگ لگ گئی، چھت یا دیوار گر گئی، آسمانی بجلی گر گئی، کرنٹ لگ گیا، سانپ نے ڈس لیا وغیرہ،

(بی) مغصوب یا مغوی بچہ ایسے سبب سے موت کا شکار ہوا، جس سے بچنا ممکن نہ ہو جیسے: بیماری، وغیرہ

(۲) جن صورتوں میں غاصب و اغواء کار بچے کی موت کا ذمہ دار ہو، تو وہ قصاص، یا دیت، یا کفارہ یا تعزیری سزا، جیسی بھی صورت ہو، کے مستوجب ہو گا۔

Scanned with CamScanner

حصہ سی از دھم: بچوں کے مالی حقوق

دفعہ:۸۶-بچوں کے مادی حقوق: بچوں کو وصیت، وراثت، ہبہ، ہدیہ، وقف اور کسی بھی جائز ذریعے سے مالک بننے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ:۸۷-بچہ کے مال کی حفاظت: بچوں کے اولیاء واوصیاء پر اس کے مال کی حفاظت لازم ہے

دفعہ:۸۸-نابالغ کو اس کے مال کی حوالگی:

(۱) بلوغت کے بعد بشرطیکہ عوارض اہلیت میں سے کوئی مانع نہ ہو، بچہ کسی کے زیر ولایت نہیں رہتا بلکہ خود اپنا ولی ہوتا ہے۔

(۲) بلوغت کے بعد جب بچے میں رشد آجائے تو اس کا مال اسے حوالہ کیا جائے۔

دفعہ:۸۹-بچوں کا حق تجارت وملازمت:

(۱) پرائمری کی تعلیم کی عمر تک بچوں سے کسی قسم کی محنت مزدوری کرانا ممنوع ہے، الایہ کہ:-
والدین یا شرعی سرپرست سکھانے اور تربیت کی غرض سے گھر کے چھوٹے موٹے کام کاج کرائیں۔

(۲) دس سال کی عمر سے ۱۶ سال کی عمر تک کے بچوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ ان کو تعلیم وتربیت کے حصول کے لیے بالکل فارغ رکھا جائے، ان سے کسی قسم کی محنت، مزدوری اور ملازمت نہ کرائی جائے، تاہم،

(۳) اگر ضرورت ہو، جس میں شامل ہے:

(i) بغیر عوض اور اجرت کے تربیت کا حصول اور ہنر کا سیکھنا مقصود ہو۔

(ii) بچہ بالکل بے سہارا اور لاوارث ہو، اور مال کا مالک نہ ہو۔

(iii) عوض اور اجرت کے ساتھ محنت مزدوری کرے، جبکہ بچے کے والدین محنت مزدوری سے عاجز ولاچار ہوں۔

تو بچوں کو تعلیم کے ساتھ فارغ وقت میں محنت مزدوری کرنے، تجارت وکاروبار کرنے اور کوئی بھی جائز پیشہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

(۴) بچے کا حق ہے کہ اس کو میٹرک کرنے کے بعد مزید تعلیم جاری رکھنے یا پھر محنت مزدوری کرنے، تجارت وکاروبار کرنے، کوئی بھی جائز پیشہ ومشغلہ اختیار کرنے اور ملازمت کرنے کی آزادی ہو۔

دفعہ:۹۰- بچوں پر جبر ومشقت کی ممانعت: کسی بھی عمر کے بچوں سے جبر واکراہ کے ذریعے محنت مزدوری کرانا یا مشقت والے کام کرانا ممنوع ہے، جس میں شامل ہیں:-

(۱) وہ کام، جو بچوں کی عمر، جسمانی ساخت اور جسمانی صلاحیتوں سے بڑھ کر ہو۔

(۲) وہ کام، جن میں بچوں کی جان خطرے میں پڑنے، اعضاء تلف ہونے یا بیماری کا شکار ہونے کا اندیشہ ہو۔

(۳) توہین آمیز پیشے، جن میں بچے کی عزت نفس، عظمت ووقار مجروح ہوتا ہو۔

Scanned with CamScanner

(۱) وہ پیشے جو معاشرے میں کمتر سمجھے جاتے ہوں اور مستقبل میں بچے کے لیے عار کا باعث بنیں، الا یہ کہ اس قسم کا پیشہ بچے کا آبائی پیشہ ہو۔

(۲) ایسے ماحول میں بچوں سے محنت مزدوری کرانا جس میں بچوں کا جنسی تشدد کا نشانہ بننا آسان ہو۔

(۳) ایسے مقامات پر بچوں سے محنت مزدوری کرانا، جہاں روزانہ بچوں کا گھر آنا اور والدین سے ملاقات کرنا مشکل ہو۔

دفعہ:۹۱- والدین اور شرعی سرپرستوں کی اجازت کے بغیر بچوں سے کسی قسم کی محنت مزدوری کرانا ممنوع ہے۔

دفعہ:۹۲- بچوں سے جائز محنت و مزدوری کرانے کی اجازت کا اختیار جن سرپرستوں کو حاصل ہو، ان کو اختیار ہے کہ بچے کو ملنے والی اجرت و تنخواہ قبضے میں لے، تاہم وہ مزدوری بچہ ہی کی ملکیت ہو گی۔

دفعہ:۹۳- باپ، دادا اور ان دونوں کے وصی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بچے کی تنخواہ اور دیگر اموال میں سے بچے پر خرچ کریں۔

دفعہ:۹۴- باپ دادا اور ان دونوں کے وصی کے علاوہ کسی اور سرپرست کو بچے کی تنخواہ اور دیگر اموال میں سے بچے پر خرچ کرنے کا اختیار نہیں لیکن اگر خرچ کرنا ضروری ہو، اور وہ خرچ کرنے کے لیے باقاعدہ عدالت سے اجازت حاصل کریں تو اس قسم کی اخراجات جائز ہوں گے۔

دفعہ:۹۵- محنت مزدوری پر آمادہ کرنے اور ہنر سیکھنے کے لیے بچوں کو مارنا اور نازیبا الفاظ استعمال کرنا ممنوع ہے۔

دفعہ:۹۶- بچوں سے جرائم کروانے کی ممانعت: بچوں کو جرائم کی تربیت دینا، جرائم میں استعمال کرنا، جرائم کروانا ممنوع ہے، خواہ کمائی کی غرض سے ہو، یا دیگر ناجائز مقاصد کی غرض سے، جن میں شامل ہیں، لیکن ان تک محدود نہیں:-

(۱) بھیک مانگنے کی تربیت دینا۔

(۲) بھیک مانگنے کی سرپرستی کرنا۔

(۳) بھیک منگوانا۔

(۴) چوری کرنے کی تربیت دینا۔

(۵) چوری کروانا۔

(۶) منشیات کا عادی بنانا۔

(۷) منشیات کی سمگلنگ کروانا۔

دفعہ:۹۷- بچوں کو پورے معاوضہ کی ادائیگی: حدود و قیود کی رعایت کرتے ہوئے جن حالات میں بچے کی محنت و مزدوری و ملازمت قانونی ہو، تو بچوں کو ڈیوٹی کے اوقات، کام کی مقدار و معیار اور کام کی صلاحیت کے مطابق پورا پورا معاوضہ دیا جائے۔

Scanned with CamScanner

-83-

حصہ چہاردہم

بچوں کے جرائم اور ان کی سزا

دفعہ:۹۸- بچے کا تعزیر، حد یا قصاص سے محفوظ ہونے کا حق: سات سال کے بعد بالغ ہونے تک کی درمیانی مدت میں بچے کا فعل یا ترک فعل خواہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو، قابل تعزیر یا قابل حد و قصاص جرم تصور نہیں ہو گا، تاہم تادیب کے لیے توبیخ یا ضرب غیر متلف جیسی سزا دی جاسکتی ہے۔

دفعہ:۹۹- بچے کے مال سے تاوان یا دیت کی ادائیگی:

(۱) اگر بچہ کسی کا مالی نقصان کرتا ہے تو اس کے مال میں سے مالی تاوان پورا کیا جائے گا۔

(۲) بچے نے خطاءً موجب قصاص جرم کا ارتکاب کیا تو اس کے مال سے دیت وصول کی جائے گی۔

(۳) بچے کا عمد بھی خطاء شمار ہو گا، اس لیے اگر بچہ عمداً موجب قصاص جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو، اس پر قصاص نہیں ہو گا، بلکہ دیت لازم ہو گی جو اس کے مال سے ادا کی جائے گی۔

(۴) اگر بچے کے پاس مال نہ ہو، تو دیت اس کے عاقلہ پر لازم ہو گی بصورت دیگر دیت کی ادائیگی ریاست کے ذمہ ہو گی۔

(۵) بالغ ہونے کے بعد اس پر فوجداری سزا کا اجراء بھی جائز ہے۔

Scanned with CamScanner

حصہ یانزدھم

حقوق کی حفاظت کے ادارے

دفعہ:۱۰۰-بچوں کے حقوق کے تحفظ کا کمیشن: اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حکومت کی طرف سے وزارت انسانی حقوق کے زیر انتظام قائم "بچوں کے حقوق کے تحفظ کا کمیشن" کے اختیارات اور فرائض میں مندرجہ ذیل بھی شامل ہوں گے:۔

(۱) بچوں کی طرف سے حق تلفی کے سلسلے میں وصول ہونے والی شکایت پر غور اور ازالہ کے لیے اقدامات۔

(۲) شکایات کو متعلقہ اداروں تک بھجوانا اور ان کی کارروائی کا ریکارڈ رکھنا۔

(۳) بچوں کے حقوق کے سلسلے میں معلومات فراہم کرنا اور تمام آگاہی کے لیے اقدامات کرنا۔

(۴) بچوں کے ساتھ ہونے والے جسمانی مظالم کی پولیس میں رپورٹ کرنا اور متعلقہ عدالت تک مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مطابق امداد فراہم کرنا۔[۱۳]

دفعہ:۱۰۱-عدالتیں:

(۱) بچوں کے مالی حقوق کے تحفظ کے لیے عائلی قوانین کے تحت قائم کردہ فیملی کورٹس اپنے اختیارات استعمال کریں گی اور انہیں مالی معاملات کے حل کے لیے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت دیوانی عدالت کے اختیارات بھی حاصل ہوں گے، جہاں یہ عدالتیں چھ ماہ کے اندر مقدمات کا فیصلہ کرنے کی پابند ہوں گی۔

(۲) اس قانون میں درج تمام جرائم سے متعلق مقدمات متعلقہ فوجداری عدالتوں میں قابل سماعت ہوں گے جہاں سرسری سماعت کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر فیصلہ کیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

ایجنڈا آئٹم نمبر۴: مسودہ قانون تحفظ حقوق نسواں ۔۔۔ مرتب کردہ جناب مفتی امداداللہ، رکن کونسل (دفعات ۳۲ تا آخر)۔۔۔برائے غوروخوض

کونسل نے جناب مولانا مفتی امداداللہ، رکن کونسل کی جانب سے مرتب کردہ مسودہ ''قانون تحفظ حقوق نسواں'' پر اپنے اجلاس نمبر ۲۰۴ (۲۴تا۲۶رمئی ۲۰۱۶ء) میں غوروخوض کا آغاز کیا تھا اور مجموعی طور پراس مسودہ کی دفعہ ۳۱ تک غوروخوض مکمل کیا۔ باقی ماندہ دفعات (۳۲تا آخر) پر غوروخوض باقی ہے۔

۲۔ قرطاس ہذا کے ہمراہ مسودہ کی دفعات(۳۲تاآخر) منسلک کی گئی ہیں تاکہ اس پر غوروخوض مکمل کیا جاسکے۔

۳۔ گذشتہ اجلاس نمبر ۲۰۵ میں درج ذیل ارکان کونسل کی طرف سے اس آئٹم کے بارے میں نوٹس موصول ہوئے تھے جو کہ دوران اجلاس سرکولیٹ کردیئے گئے تھے:-

۱۔ محترمہ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

۲۔ جناب عبداللہ صاحب

۳۔ علامہ سید افتخار حسین نقوی صاحب(جہاں جہاں اختلافی آراء تھی)

۴۔ علامہ علی محمد ابوتراب

۴۔ امید ہے معززارکان نے درج بالا نوٹس کا مطالعہ فرمالیا ہوگا۔ ان گزارشات کے ساتھ مولانا امداداللہ صاحب کے مرتب کردہ قانون کی دفعات(۳۲تاآخر) برائے غوروخوض قرطاس ہذا کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

Scanned with CamScanner